تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار　　لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

بانی : اقتدار احمد مرحوم　　۲۱ تا ۲۷ دسمبر ۲۰۰۰ء　(۲۴ تا ۳۰ رمضان ۱۴۲۱ھ)　　مدیر : حافظ عاکف سعید

تزکیہ و تربیت کا محمدیؐ طریق کار

نبی اکرم ﷺ کی تربیت کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ یہ تربیت میدان میں اتارنے کے لئے تھی، محض گوشے میں بٹھانے کی تربیت نہیں تھی۔ اس لئے کہ جہاں زبان سے "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کا کلمہ نکلا فوراً مار پڑنا شروع ہو جاتی تھی۔ اب یہ جو مار پڑ رہی ہے تو یہ عملی تربیت کا موثر ترین ذریعہ ہے۔ اگر اس کو جھیلو گے تو تمہاری قوت ارادی مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی جائے گی، تمہارے اندر صبر و استقامت کے اوصاف عالیہ ترقی پاتے چلے جائیں گے۔

مقام غور ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں کیا کہ لوگوں کو نکال کر کہیں اور لے جائیں اور وہاں تربیت دیں، بلکہ یہ کیا ہے کہ جو شخص جہاں ہے، وہیں تربیت پائے اور وہ شخص وہیں کھڑے ہو کر کہے کہ میں ایک اللہ کو مانتا ہوں، میں جناب محمد ﷺ کو اللہ کا رسول تسلیم کر چکا ہوں اور آپؐ کے نقش قدم اور آپؐ کی سنت پر چلنے کا فیصلہ کر چکا ہوں، میں آخرت کے محاسبہ کا یقین رکھتا ہوں۔ اس پر کشمکش شروع ہو جائے گی۔ اپنے گھر میں کشمکش ہو گی۔ اہل و عیال اور رشتہ داروں سے کشمکش ہو گی۔ آج آپ ذرا کسی رسم کو چھوڑ کر دیکھئے، آپ کی برادری آپ کا حقہ پانی بند کر دے گی۔ ذرا آپ زمانے کے چلن یا رواجوں کو چھوڑ دیجئے، آپ تنہا رہ جائیں گے۔ یہ ہے اصل تربیت۔ لیکن اُس دورِ سعید اور ہمارے دور میں جو فرق ہے وہ پیشِ نظر رہنا ضروری ہے۔ وہاں صرف کلمہ طیبہ پڑھنے پر مار پڑتی تھی۔ آج کے دور میں کشمکش شروع ہو گی تو اس سے ہو گی کہ "میرے نزدیک ازروئے شریعت یہ کام غلط ہے، میں یہ نہیں کروں گا۔" بس آپ نے جوں ہی یہ کیا وہیں کشمکش شروع ہو گئی۔ آج جو کشمکش ہے وہ شریعت پر عمل کرنے کی کوشش ہے۔ اس مکی دور میں شریعت نہیں تھی، صرف کلمہ شہادت پر مار پڑتی تھی۔ لیکن یہ طے ہے کہ جب تک مار نہ پڑے، کشمکش نہ ہو، تربیت نہیں ہوتی۔ وہ تربیت خانقاہی تربیت ہے جس میں مار نہیں پڑتی۔ اس تربیت سے اچھا مسلمان تو وجود میں آئے گا لیکن وہ مردِ میدان کبھی نہیں بنے گا۔ وہ باطل سے پنجہ آزمائی کبھی نہیں کر سکے گا۔ باطل اور طاغوت کو وہ کبھی نہیں للکار سکے گا۔ جبکہ یہاں وہ لوگ درکار ہیں جو میدان میں آئیں، باطل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے چیلنج کریں۔ اس کے لئے ضرورت ہے اس تربیت کی جس میں ماریں پڑ رہی ہوں، جس میں گھر والوں اور ماحول کے ساتھ شدید کشمکش سے سابقہ پیش آیا ہو۔ اکبر الہ آبادی کا شعر ہے کہ ؎

تو خاک میں مل اور آگ میں جل جب خشت بنے تب کام چلے
اِن خام دلوں کے عنصر پر بنیاد نہ رکھ تعمیر نہ کر

(محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی کتاب "منہج انقلاب نبویؐ" سے اقتباس)

اس شمارے میں

☆ الہدیٰ اور فرمان نبویؐ 2
☆ اداریہ 3
☆ پاکستان کا بہتر مفاد (تجزیہ) 4
☆ اسلام کی دو عیدیں 6
☆ خوشی کے آداب 7
☆ گوشۂ خلافت 8
☆ وحدت ادیان کانفرنس 9
☆ گوشۂ خواتین 10
☆ تنازعہ بابری مسجد 11
☆ دورۂ ترجمہ قرآن (تاثرات) 12
☆ کاروان خلافت منزل بہ منزل 13
☆ Why Indian Line 15
☆ افہام و تفہیم 16
☆ متفرقات ✪

قارئین کو عید مبارک

نائب مدیر :
فرقان دانش خان

معاونین :
☆ مرزا ایوب بیگ
☆ مرزا ندیم بیگ
☆ نعیم اختر عدنان
☆ سردار اعوان

نگران طباعت :
☆ شیخ رحیم الدین

پبلشر : محمد سعید اسعد
طابع : رشید احمد چوہدری
مطبع : مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت : 36۔ کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون : 3-5869501 فیکس : 5834000
سالانہ زرِ تعاون ۔/175 روپے

الھدیٰ — از: ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ البقرۃ (۳)

﴿ الٓـمّٓ ۝ ذٰلِكَ الۡكِتٰبُ لَا رَيۡبَ ۛ فِيۡهِ ۛ هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ۝ ﴾

"الف لام میم ' یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ' ہدایت ہے پرہیزگاروں کے لئے۔"

تمہیدی مباحث

اس گروپ کے عمود کا دوسرا حصہ اہل کتاب پر اتمام حجت کا ہے۔ اہل کتاب میں اُس وقت یہود و نصاریٰ دو گروپ تھے جو براہِ راست قرآن کے مخاطب تھے۔ سورۃ البقرہ میں زیادہ تر گفتگو یہود سے ہوئی ہے' سورۂ آل عمران میں زیادہ گفتگو نصاریٰ سے ہوئی ہے اور سورۃ النساء اور مائدہ میں دونوں سے ہوئی ہے۔ بہرحال قرآن حکیم میں اہل کتاب کو ایمان لانے کی دعوت اس حد تک دی گئی ہے کہ اتمامِ حجت ہو گیا۔ انہیں ہر پہلو سے بات سمجھادی گئی' ہر اسلوب سے حقیقت کو واضح کر دیا گیا۔ ان کے اپنے انبیاء و رسل کی تعلیمات کا حوالہ دے کر بات واضح کر دی گئی۔ گویا کہ ہر اعتبار سے قطع عذر کر دیا گیا' یعنی ان کے پاس اب کوئی بہانہ نہیں رہا کہ وہ حضور ﷺ پر ایمان لانے میں کوئی عذر رکھتے ہوں اور ان کے پاس کوئی بہانہ موجود ہو جو کسی درجے میں valid (جائز) ہو۔ اسی کو حجت قائم کر دینا کہتے ہیں کہ کوئی ہٹ دھرمی کے ساتھ اَڑا رہے تو اڑا رہے لیکن اس کے پاس کوئی معقول سبب اور معقول عذر موجود نہ رہے۔ اس گروپ کے عمود کا تعلق سورۃ الفاتحہ ہی سے ہے۔ یہ بات اور واضح ہو جائے گی کہ اگر صرف یہی کہہ دیا جاتا تو بھی کافی ہوتا ﴿ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ﴾ لیکن یہاں منفی اعتبار سے بھی واضح کیا گیا کہ ﴿ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ﴾ "غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ" کے بارے میں سب کا اجماع ہے کہ اس سے مراد بنی اسرائیل ہیں اور "الضَّآلِّيۡنَ" سے مراد نصاریٰ ہیں۔ ان سورتوں میں گویا کہ اس کی شرح ہو رہی ہے۔ اس عمود کا دوسرا حصہ سورۃ الفاتحہ کے ﴿ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ﴾ سے متعلق ہے اور اس کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے۔ اس طریقے سے عمود کے دونوں اجزاء کی سورہ' سورۃ الفاتحہ ﴿ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ﴾ کا جواب ہو گا کہ شریعت موجود ہے' قوانین موجود ہیں اور یہ اوامر و نواہی ہیں کہ یہ کرو یہ نہ کرو' اس سے بچو اور اس کا التزام نہ کرو۔ یہی صراط مستقیم ہے ﴿ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ﴾ اس کے حوالے سے آخری اتمام حجت اہل کتاب یہود جو (مَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ) اور نصاریٰ (ضَآلِّيۡنَ) پر کر دیا گیا۔ ایک گروپ کی مکی سورتیں اور اسی گروپ کی مدنی سورتیں گویا کہ ایک تصویر کے دو رخ ہیں۔ لہٰذا ان کے مابین مناسبت ہوتی ہے۔

فرمان نبویؐ — از: چوہدری رحمت اللہ بٹر

حاملین قرآن

عَنۡ اَبِیۡ اُمَامَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ) قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: ((يَا اَيُّهَا النَّاسُ خُذُوۡا مِنَ الۡعِلۡمِ قَبۡلَ اَنۡ يُّقۡبَضَ الۡعِلۡمُ اَوۡ اَنۡ يُّرۡفَعَ الۡعِلۡمُ. قِيۡلَ يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ كَيۡفَ يُرۡفَعُ الۡعِلۡمُ وَهٰذَا الۡقُرۡاٰنُ بَيۡنَ اَظۡهُرِنَا؟ فَقَالَ: ثَكِلَتۡكَ اُمُّكَ وَهٰذِهِ الۡيَهُوۡدُ وَالنَّصَارٰى بَيۡنَ اَظۡهُرِهِمِ الۡمَصَاحِفُ لَمۡ يُصۡبِحُوۡا يَتَعَلَّقُوۡا بِالۡعَرۡفِ مِمَّا جَآءَتۡهُمۡ بِهٖ اَنۡبِيَآءُ هُمۡ اَلَا وَاِنَّ مِنۡ ذَهَابِ الۡعِلۡمِ اَنۡ يَّذۡهَبَ حَمَلَتُهٗ)) (الطبرانی)

"حضرت ابو امامہ ؓ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: اے لوگو علم حاصل کرو اس سے پہلے کہ علم اٹھا لیا جائے۔ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ علم کیسے اٹھالیا جائے گا جب کہ قرآن مجید ہمارے پاس موجود ہے (جو قیامت تک موجود رہے گا) آپؐ نے فرمایا: تیری ماں تجھے روئے (یہ محبت بھری تنبیہہ ہے) یہود و نصاریٰ کے پاس بھی تو ان کی کتابیں موجود ہیں جو انبیاء ان کے پاس لائے تھے۔ اور خبردار رہو علم کا اٹھالیا جانا اس کے حاملوں کا اٹھالیا جانا ہوتا ہے"۔

حدیث میں بیان کردہ حقیقت آج ہماری آنکھوں کے سامنے ہے کہ قرآن مجید تو من وعن آج اربوں کی تعداد میں ہمارے پاس موجود ہیں لیکن اس پر عمل کرنے والے نظر نہیں آتے۔ اگر ہم واقعی حامل کتاب ہوتے تو دنیا کو وہ نظام قائم کر کے دکھا دیتے جو قرآن مجید لے کر آیا تھا اور جو اس کے پڑھنے والوں نے قائم کر کے دکھایا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ الہامی کتابوں کو اپنی عملی زندگی سے بے دخل کر کے ان کے ساتھ ان کے ماننے والوں کا وہی تعلق باقی رہ جاتا ہے جو ہمارا کتاب اللہ کے ساتھ ہے کہ اکثر و بیشتر تو اسے صرف جزدانوں میں خوب سنوار کر بلند مقام پر رکھ چھوڑتے ہیں اور کبھی کبھی اسے چوم چاٹ لیتے ہیں۔ کچھ وہ ہیں جو اسے ساری عمر بغیر سمجھے ہوئے پڑھتے رہتے ہیں اور ثواب کی گٹھڑیاں باندھے پھرتے ہیں اور حسب ضرورت بانٹ بھی دیتے ہیں' لیکن اس پر عمل کی نوبت پوری زندگی میں نہیں آتی۔ اور کچھ اس کتاب کا علم حاصل کر کے اسے اپنی روزی کا دھندا بنا لیتے ہیں' لیکن اس پر عمل پیرا ہونے کی فرصت انہیں بھی نہیں ملتی جبکہ وہ خوش رہتے ہیں کہ اللہ کی کتاب کے حامل ہیں اور مستند عالم ہیں' اور اسی زعم میں وہ نہ خود اس کتاب کے مقصد نزول یعنی قیام عدل اجتماعی کے لئے نکلنے کو تیار ہوتے ہیں اور نہ کسی کو اسے بیان کرنے اور سننے کی اجازت دیتے ہیں۔

مرزا ایوب بیگ

مولانا محمد اکرم اعوان کی خدمت میں چند گزارشات

تنظیم الاخوان کے امیر مولانا محمد اکرم اعوان ایک عرصہ سے اپنی تقاریر اور دوسری گفت و شنید کی محافل میں اپنے ان خیالات کا اظہار فرما چکے تھے کہ اسلام کے نفاذ کے حوالہ سے اب تمام گفتگوئیں اور خطابات میں اپنی افادیت کھو چکے ہیں' اب عمل کا وقت ہے اور ہمیں خم ٹھونک کر وطن عزیز پاکستان میں اسلام کے نفاذ کے لئے میدان میں آ جانا چاہئے۔ انہوں نے اپنی بعض تقاریر میں اسی جذبہ سے مغلوب ہو کر نظام الاوقات کا اعلان بھی کیا کہ ہم فلاں تاریخ کے بعد ملک میں غیر اسلامی نظام قبول نہیں کریں گے لیکن بوجوہ وہ اس پر عمل در آمد نہ کر سکے۔

اس مرتبہ انہوں نے پہلے چیف ایگزیکٹو سے ملاقات کی اور ان کے سامنے واضح کیا کہ وہ اور ان کے مرید اب پاکستان میں غیر اسلامی نظام چلنے نہیں دیں گے' بعد ازاں انہوں نے چیف ایگزیکٹو کے نام کھلا خط لکھا جس میں تنبیہ کی گئی کہ اگر ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کا اعلان نہ کیا گیا تو وہ اور ان کے تین لاکھ جاں نثار جو ان کے ہاتھ پر بیعت علی الموت کر چکے ہیں وہ اسلام آباد کی طرف مارچ کریں گے اور حکمرانوں کا گھیراؤ کریں گے۔ انہوں نے وضاحت کی کہ وہ اور ان کے ساتھی مکمل طور پر غیر مسلح ہوں گے' ان کے ہاتھ میں تسبیح ہو گی اور ان کی گردنوں میں قرآن حمائل ہو گا' وہ کسی پر حملہ آور نہیں ہوں گے لیکن اگر کسی سرکاری اہلکار نے ان پر گولی چلائی تو ان کے جاں نثار سرکاری اہلکاروں سے بندوقیں چھین لیں گے۔ حکومت کی طرف سے ان کے اس خط کا کوئی رد عمل سامنے نہیں آیا۔ لہٰذا انہوں نے اپنے رفقاء کو کال دی ہے کہ وہ ضروری سامان لے کر منارہ پہنچ جائیں اور واپسی کا خیال دل سے نکال کر آئیں۔ انہوں نے اپنی تنظیم کے رفقاء کو "شریعت یا شہادت" کا نعرہ دیا اور جلد از جلد منارہ پہنچنے کی ہدایت کی۔ ہماری اطلاعات کے مطابق وہاں تین سو کیمپ لگے تھے اور دسمبر کے آغاز میں صرف ایک ہزار یا اس سے کچھ زائد افراد جمع ہو سکے تھے۔ مگر ۱۱ دسمبر کو تنظیم الاخوان کی اطلاعات کے مطابق اب وہاں ۶ ہزار افراد جمع ہیں اور ایک ہزار خیمے لگ چکے ہیں۔

اسلامی نظام کے نفاذ کے حوالہ سے کوئی کوشش ہو اور کرنے والا کوئی بھی ہو تنظیم اسلامی اور تحریک خلافت نے ہمیشہ مثبت رویہ اختیار کیا اور اگر طریق کار میں کوئی اختلاف ہو تو اسے تعمیری انداز میں پیش کیا۔ ہماری رائے میں محترم اکرم اعوان صاحب اور تنظیم الاخوان کے سرکردہ رہنماؤں کو ایسا انقلابی قدم اٹھانے سے پہلے دینی جماعتوں سے رابطہ کرنا چاہئے تھا اور ان کا اعتماد ہی نہیں عملی تعاون حاصل کرنے کے لئے بھرپور کوشش کرنی چاہئے تھی۔ خصوصاً اسلامی انقلابی محاذ جس کی تنظیم الاخوان بھی رکن ہے' اس کے سربراہ اور دوسرے اراکین کے سامنے یہ معاملہ اچھی طرح کھول کر رکھنا چاہئے تھا اور یہ قدم اٹھانے سے پہلے ہر لحاظ اور ہر جہت سے اس کا تفصیلی جائزہ لیا جانا چاہئے تھا۔ ملکی اور غیر ملکی حالات کی روشنی میں اس انقلابی قدم کے تمام ممکنہ نتائج پر غور ہونا چاہئے تھا۔ اس امکان کا خاتمہ کیا جانا بھی انتہائی ضروری تھا کہ کہیں سیکولر عناصر اور اسلام دشمن قوتیں اس تحریک کو اپنے مقاصد کے لئے اچک نہ لیں۔ اپنے کارکنوں کی تعداد اور ان کی تربیت کے حوالہ سے صحیح صحیح اور مبالغے سے پاک assesment کرنا بھی بہت ضروری تھا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اگر واقعتاً تنظیم الاخوان کے پاس تین لاکھ رفقاء موجود ہیں جو صحیح معنوں میں اللہ کی بندگی اختیار کر چکے ہیں۔ قرآن کو اپنا امام بنا چکے ہیں سنت رسول کے حقیقی پیروکار ہیں اور جہاں کہیں بھی انہیں اختیار حاصل ہے وہاں اسلامی احکامات نافذ کر چکے ہیں۔ اگر ان کی تربیت اس نہج پر ہو چکی ہے کہ اپنے جذبات پر مکمل طور پر قابو پا کر وہ اپنے امیر کے حکم پر قدم آگے بھی بڑھاتے ہیں اور پیچھے بھی ہٹا لیتے ہیں۔ مزید برآں وہ شریعت یا شہادت کے نعرے کو عملی طور پر اپنا کر اپنے امیر کے ہاتھ پر کی ہوئی بیعت علی الموت کے تقاضے پورے کرنے کے لئے ذہنی اور قلبی طور پر پوری طرح تیار ہیں۔ مختصراً یہ کہ اگر تمام انقلابی مراحل بحسن و خوبی طے کر لئے گئے ہیں تو پھر یقیناً یہ دینی فریضہ پورا کرنے کے لئے ایک لمحہ کی دیر بھی غفلت اور کوتاہی شمار ہو گی۔ یہ زندگی اللہ ہی کی عطا کردہ ہے اگر اسی کے دین کے نفاذ کے لئے کام نہ آئی تو پھر کس کام کی؟۔

ہمیں مولانا کے اس ارشاد سے اختلاف ہے کہ اگر سرکاری اہلکاروں سے ان کے جان نثاروں پر گولی چلائی تو وہ یہ بندوقیں ان سے چھین لیں گے۔ ہماری رائے میں اس مقدس مشن کی تکمیل کرتے ہوئے کوئی ایسا موقع نہیں آنا چاہئے کہ فریق ثانی کی طرف سے اسلام کے فدائیوں پر دست درازی کا الزام لگے' جبکہ چھینا جھپٹی پر ایسا ہو جانے کے بھرپور امکانات ہیں۔ ہماری رائے میں ایک اسلامی ملک جس کے حکمران بھی مسلمان ہوں لیکن نظام کافرانہ اور طاغوتی ہو وہاں اسلامی جماعت کے کارکنوں کو منکرات کے اڈوں کا محاصرہ اور گھیراؤ تو لازماً کرنا ہو گا اور اس کے لئے ہر قسم کے تشدد کو برداشت بھی کرنا ہو گا لیکن خود بھی بہرصورت انہیں ہاتھ آگے نہیں بڑھانا ہو گا اس لئے کہ اس سے دو طرفہ مقابلے بلکہ تشدد کا تصور ابھرے گا اور جب باقاعدہ مقابلہ ہو گا تو جس کے پاس زیادہ قوت ہو گی' وہی غالب رہے گا لہٰذا اسلامی انقلابی کارکنوں کو یک طرفہ تشدد برداشت کرتے ہوئے اپنے محاصرے اور گھیراؤ کو قائم رکھنا ہو گا۔ یک طرفہ تشدد سے انہیں عوامی ہمدردیاں بھی حاصل ہو جائیں گی اور حکومت کی حفاظتی قوتیں جو خود بھی مسلمان ہوں گی فطری طور پر ان کے لئے ممکن نہیں ہو گا کہ وہ ان لوگوں پر تشدد کرتے چلے جائیں جو اپنی جان کے لئے تو مزاحمت بھی نہ کریں لیکن اسلامی نظام کے قیام کی خاطر وہاں سے ٹلنے کو بھی تیار نہ ہوں۔

بہرحال اپنا یہ اختلاف نوٹ کرا دینے کے باوجود ہماری تمام تر ہمدردیاں تنظیم الاخوان کے مجاہدوں کے ساتھ ہیں اور ہماری دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی اس سعی کو قبول فرمائے۔ اگرچہ ہم سمجھتے ہیں کہ ان کی اس تحریک سے فوری طور پر تو اسلامی نظام کے قیام کے کوئی ایسے امکانات نہیں ہیں لیکن شاید اس سے کوئی ایسی سبیل نکل آئے کہ مستقبل قریب میں اسلامی نظام کے قیام کے امکانات زیادہ روشن ہو جائیں۔ ہم صدق دل سے ہر تنظیم اور ہر اس فرد کیلئے دعاگو ہیں جو اللہ کے دین کی اقامت کیلئے جدوجہد میں مصروف ہیں۔

پاکستان کا "عظیم تر مفاد" ـــــ تاریخ کے جھروکے سے

تجزیہ نگار کے نقطہ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

ابو الحسن

آج کے حکمرانوں نے اگر قوم وملت کے عظیم تر مفاد میں سزا یافتہ نواز شریف کو رہا کیا ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں۔ "ملک و قوم کے عظیم تر مفاد میں" یہ تو وہ جملہ ہے جو اہل پاکستان اپنے حکمرانوں کی زبان سے نصف صدی سے سنتے آرہے ہیں۔ کوئی وزیر اعظم یا صدر' چیف جسٹس یا کمانڈر انچیف قوم کو حیران وششدر کردینے والا کارنامہ

> "ملک وقوم کے عظیم تر مفاد میں"
> یہ جملہ پاکستانی عوام اپنے حکمرانوں سے نصف صدی سے سن رہی ہے

سرانجام دیتا ہے۔ خصوصاً جب کوئی ماورائے آئین قدم اٹھایا جائے یا ملکی قانون کو پاؤں تلے روندا جائے یا غیر ملک سے کوئی ڈیل کی جائے تو ایسے مواقع پر پاکستانیوں کے کان یہ خوبصورت جملہ ضرور سنتے ہیں۔ آیئے تاریخ کے جھروکے میں سے دیکھیں اور کان لگا کے سنیں کہ ہم نے کتنی بار حوصلہ بلند کرنے والا یہ جملہ سنا۔

ملک کے وزیر اعظم خان لیاقت علی خان راولپنڈی میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے شہید ہوئے اس وقت خواجہ ناظم الدین ملک کے گورنر جنرل تھے وہ وزیر اعظم بن بیٹھے اور غلام محمد جو ایک بیوروکریٹ تھے ملک کے گورنر جنرل بن گئے۔ ہمیں یہ بتایا گیا یہ ادل بدل ملک و قوم کے عظیم تر مفاد میں کیا گیا ہے۔ پنجاب میں احمدیوں کے خلاف تحریک چل رہی تھی میجر جنرل سکندر مرزا جو اس وقت سیکرٹری دفاع تھے انہوں نے وزیر اعظم کی اجازت کے بغیر حکومت کو مارشل لاء نافذ کرنے کا حکم جاری کردیا اور یہ بھی ملک و قوم کے عظیم تر مفاد میں ہوا۔ گورنر جنرل غلام محمد نے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین کو غیر آئینی اور غیر قانونی طریقے سے برطرف کرکے امریکہ میں پاکستانی سفیر محمد علی بوگرہ کو وزیر اعظم نامزد کردیا' ہمیں یہ بتایا گیا کہ ایسا ملک و قوم کے عظیم تر مفاد میں کیا گیا ہے۔ ابھی جمہوری دنیا اس پر اپنی ہنسی ضبط نہیں کرپارہی تھی کہ جلد ہی انڈین سول سروس کے ہونہار فرزند غلام محمد نے ملک و قوم کے عظیم تر مفاد میں اسمبلی برخاست کردی۔ حالانکہ ان کے پاس سرے یہ اختیار ہی نہیں تھا۔ اسمبلی کے سپیکر مولوی تمیزالدین نے اس حکم کے خلاف سندھ ہائی کورٹ میں رٹ دائر کی تو عدالت نے اس اقدام کو غیر آئینی قرار دیتے ہوئے اسمبلی بحال کردی لیکن سپریم کورٹ نے قوم کے عظیم تر مفاد میں گورنر جنرل کے فیصلے پر صاد کہہ دیا۔ انفرادی سطح پر ہی نہیں اجتماعی سطح پر بھی ہم نے قوم کے عظیم تر مفاد میں کئی فیصلے کئے۔ ایک نئی پارٹی ری پبلکن پارٹی کے نام سے وجود میں آئی تو مسلم لیگ کی پارلیمانی پارٹی راتوں رات نئی پارٹی میں ڈھل گئی۔ دنیا جب اقتدار ڈی سینٹرلائز کررہی تھی۔ ہم نے ۴ صوبوں کا ایک صوبہ بنا کر مغربی پاکستان کو مشرقی پاکستان کے مقابل لا کھڑا کیا' یہ بھی ملک و قوم کے عظیم تر مفاد کا تقاضا تھا۔ صدر سکندر مرزا نے افواج پاکستان کے کمانڈر انچیف ایوب خان کو وزیر دفاع مقرر کرکے جمہوریت میں نئی مثال پیش کی۔ ہم نے سیٹو اور سینٹو میں شرکت بھی قوم و ملک کے عظیم مفاد میں کی۔ یہ الگ بات ہے کہ ۶۵ء کی جنگ میں سیٹو اور سینٹو کے سرغنہ امریکہ نے ہم پر فالتو پرزوں کی سپلائی پر بھی پابندی لگادی۔ اکتوبر ۱۹۵۸ء میں قوم کے عظیم ترین مفاد میں ملک میں مارشل لاء لگادیا گیا۔ اپنے ساڑھے دس سالہ دور حکومت میں انہوں نے قوم وملک کے عظیم تر مفاد میں کئی فیصلے کئے جن میں بھارت سے نہری پانی کا معاہدہ بھی شامل ہے جس سے پنجاب اپنے تین دریاؤں سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ علاوہ ازیں پشاور میں قائم امریکی اڈے سے U-2

انجمن خدام القرآن سندھ' کراچی کے تحت

ایک سالہ قرآن فہمی کورس

☆ آغاز :22 جنوری 2001ء ☆ اوقات:9:00 تا 1:00 بجے دن

☆ دورانیہ:10 ماہ ☆ قابلیت:انٹر ترجیحاً گریجویٹ

☆ داخلہ فارم جمع کرانے کی آخری تاریخ : 15 جنوری 2001ء

☆ انٹرویو :16-17 جنوری 2001ء

اندرونِ ملک' خصوصاً اندرونِ سندھ سے تعلق رکھنے والے باصلاحیت شرکاء کے لئے محدود رہائشی سہولت دستیاب ہے۔

ذہین و مستحق شرکاء کے لئے خصوصی مراعات

پراسپکٹس اور داخلہ فارم مکتبہ انجمن خدام القرآن سندھ سے حاصل کریں۔

قرآن اکیڈمی' خیابان راحت' درخشاں' فیز VI ڈیفنس' کراچی

فون :021-5855219,021-5854036' فیکس :021-5840009

سوویت یونین کی جاسوسی کرتا رہا جس پر ہمیں سویت یونین کی طرف سے سنگین نتائج بھگتنے کی دھمکی ملی بعدازاں یہ نتائج ہم نے ملکی و قومی سطح پر بھگتے ہم ترپن سال سے کشمیر کی سنگلاخ چٹانوں سے سر پھوڑ رہے ہیں۔ ۱۹۶۲ء میں ہند چینی جنگ کے دوران ہمیں کشمیر میں واک اوور مل سکتا تھا لیکن ہمارے حکمرانوں نے قوم و ملک کے عظیم تر مفاد میں امریکہ بہادر کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھانے کی چینی تجویز رد کر دی۔ اسی طرح رن آف کچھ میں بھارت سے جنگ کے دوران کے ایک ڈویژن کو گھیرے میں لے کر چھوڑ دیا۔ قوم و ملک کے عظیم تر مفاد میں ایوب خان کا آخری قدم ایک دوسرے جرنیل

عظیم تر مفاد میں منتخب وزیراعظم کو جیل ڈالا

کیا اور پھر عظیم ترین مفاد میں جہاز میں

بٹھا کر خانہ خدا کی طرف روانہ کر دیا گیا

کو اقتدار منتقل کر دینا تھا۔ یہ نیا حاکم ہر وقت قومی و ملکی مفاد میں مدہوش رہتا تھا۔ اسی کے دور میں ۷۱ء کا سانحہ پیش آیا جس کا ذکر کرنے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے دسمبر ۷۱ء کے آخری دنوں میں دنیا نے ایک عجیب تماشا دیکھا۔ قوم و ملک کے عظیم تر مفاد میں ایک سویلین کو چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بنا دیا گیا۔ بہرحال جلد ہی ملک کو ایک متفقہ آئین ملا لیکن ملک کے عظیم تر مفاد میں آئین کو موم کی ناک بنا دیا گیا۔ کچھ وقت ہی گزرا تھا کہ فوج کا سربراہ تخت حکومت پر اور ملک کا منتخب عوامی وزیراعظم تختہ دار پر چڑھ گیا۔ اس قومی فریضہ کی تکمیل سے فارغ ہو کر جنرل ضیاء الحق قوم کو نئے انتخابات کی تاریخیں دیتے اور ان ہی کے عظیم تر مفاد میں ملتوی کرتے رہے۔ بالآخر ۱۹۸۵ء میں انہیں غیر جماعتی انتخابات میں قوم کا عظیم تر مفاد نظر آیا۔ کوئی باقاعدہ سیاسی جماعت نہ ہونے سے قوم برادریوں اور قومیتوں میں تقسیم ہو گئی۔ انتخابات روپے پیسے کا کھیل بن گیا۔ لیکن جنرل صاحب کا اصرار تھا قومی مفاد میں غیر جماعتی انتخابات ہی ہوں گے۔ سیاچین دشمن نے ہم سے چھین لیا تو جنرل صاحب فرمانے لگے وہاں تو گھاس بھی نہیں اگتی تھی گویا اس کا چھن جانا ہی قوم کے مفاد میں تھا۔ ۱۹۷۳ء کا آئین جو واضح طور پر ایک پارلیمانی آئین تھا اس کا ایسا حلیہ بگاڑا کہ نہ صدارتی رہا نہ پارلیمانی۔ اسمبلیوں کی جڑ پر آٹھویں ترمیم کا کلہاڑا رکھ دیا اور اسمبلیاں کانچ کی چوڑیاں کی طرح ٹوٹنے لگیں۔ آخری وقت میں شریعت کے نفاذ کی طرف آئے تو ایسا ایکٹ نافذ کیا کہ دینی جماعتوں نے اسے انسداد شریعت ایکٹ قرار دیا لیکن جنرل ضیاء الحق یہ سب کچھ قوم و ملک کے عظیم تر مفاد میں کئے جا رہے تھے۔ جنرل صاحب جب اس دار فانی سے کوچ کر گئے تو بھٹو کی صلبی اور جنرل ضیاء کی معنوی اولاد میں ایک ایسی خوفناک جنگ کا آغاز ہوا' جس میں عوام کو ان کے عظیم تر مفاد میں بطور ایندھن استعمال کیا گیا۔ دونوں نے ملک و قوم کے مفاد میں ایسے ایسے اقدام کئے کہ دنیا میں ان کی نظیر ملنی تقریباً ناممکن ہے۔ بے نظیر بھٹو نے غیر ملکی کمپنوں سے بجلی کی پیداوار کے ایسے معاہدے کئے کہ بجلی کی کمی کے شکار اس ملک میں بجلی فاضل ہو گئی البتہ واپڈا جاں بلب ہو گیا۔ نواز شریف نے غیر ملکی کرنسی میں بنک اکاؤنٹ کو قانونی تحفظ دیا۔ پھر انہیں منجمد کر دیا اور اب قیامت تک دیار غیر میں کام پاکستانیوں کا اعتماد بحال نہیں ہو سکتا۔ ڈالر کا ریٹ آسمان سے باتیں کرنے لگا لیکن بھاری مینڈیٹ کے حامل وزیراعظم نے قوم کو بتایا کہ یہ قدم ان کے عظیم تر مفاد میں اٹھایا گیا ہے۔ کارگل کی جنگ کا آغاز ہوا بڑی بڑکیں لگائی گئیں' بھارت کے دو جہاز مار گرائے گئے' وزیراعظم نواز شریف نے کراچی میں بھارت کو للکارتے ہوئے کہ اور جہاز بھیجو اور گرائیں گے۔ اگلے مورچوں پر جا کر فوجیوں سے مل کر "نعرہ تکبیر۔ اللہ اکبر" کے فلک شگاف نعرے لگائے۔ لیکن چند دن بعد انہوں نے قوم کے عظیم تر مفاد میں کلنٹن کے چرنوں میں بیٹھ کر ایسا انوکھا معاہدہ کیا جس میں دوسرا فریق موجود ہی نہیں تھا۔ بعدازاں قوم کو عظیم سے عظیم تر مفاد مہیا کرنے کے لئے حکومت اور فوج کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ بالآخر ۱۲/ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو قوم کے عظیم تر مفاد کو خاکی وردی پہنا دی گئی۔ اسی عظیم تر مفاد سے قوم کی صحیح طور پر بہرہ ور کرنے کے لئے منتخب وزیراعظم کو جیل میں ڈالا گیا انہیں ۲۱ سال کے لئے نااہل قرار دیا گیا۔ ان کی جائیداد ضبط کرنے کا حکم دیا گیا اور پھر شاید قوم کے عظیم ترین مفاد میں انہیں راتوں رات خاندان کے ۱۸ افراد اور ایک سو ایک بکس کے ساتھ جہاز میں بٹھا کر خانہ خدا کی طرف روانہ کر دیا گیا۔ اے اللہ ہمارے قومی و ملکی مفاد کا رخ اپنی طرف پھیر لے اور یہاں اپنے دین کے نفاذ کی راہ ہموار کر دے۔ آمین ثم آمین۔ صرف اور صرف یہی ہمارے عظیم تر مفاد میں ہو گا۔

بقیہ : وحدت ادیان

ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ جڑا ہوا ہے یہاں تک کہ مشرک ہندو بھی یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ برہمن دراصل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ نسبت کی بناء پر برہمن کہلاتے ہیں۔

حضرات کرام! حال ہی میں مورخہ ۳۰ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو عالمی ذرائع ابلاغ سے یہ خبر سنی گئی کہ بوسنیا کے ایک شہر میں وہ مساجد اور کلیسائیں اقوام متحدہ دوبارہ آباد کر رہا ہے جو سربیا کی وحشی فوج نے جنگ کے دوران تباہ کئے تھے۔ آج اس شہر میں ایک مسجد کا افتتاح ہو رہا جس میں مسیحی اور یہودی' کروات اور مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد (سرب کے سوا) شرکت کر رہے ہیں۔ یہ خبر بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عالمی سطح پر یہ کوششیں کی جا رہی ہیں کہ کسی نہ کسی طرح وحدت ادیان کی تحریک کو آگے بڑھایا جائے تاکہ اسلام کی امتیازی خصوصیت کو ختم کر کے دوسرے مذاہب کی صف کے برابر کر دیا جائے۔

<u>تیسرا مرحلہ</u> : یہ شوشہ بھی چھوڑا گیا ہے کہ اب بڑی بڑی مساجد کے بجائے ایسے ہال تعمیر کئے جائیں جس کے ایک حصہ میں مسلمان' دوسرے میں یہودی اور تیسرے میں عیسائی اپنے اپنے مذہب کے مطابق عبادت کریں۔ اس کے بعد ایک مشترکہ "کتاب مقدس" مرتب کی جائے جو قرآن و بائبل (تورات اور انجیل) پر مشتمل ہو اسے مشترک عبادت گاہوں میں رکھا جائے۔ الحذر از مکر شیطان الحذر

حضرات اس خطرناک سازش کی راہ میں اگر کوئی بند باندھ سکتا ہے تو وہ نہ صرف علماء و مشائخ پاکستان ہی ہیں بلکہ تمام مسلمانوں کو متحد ہو کر اس سیلاب کے سامنے بند باندھنے کیلئے فوری طور پر کمربستہ ہونا چاہئے۔ کسی کو اس غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے کہ "دلی ہنوز دور است"۔

وقت بڑی تیزی سے گزر رہا ہے۔ فروری ۲۰۰۱ء بھی کچھ دور نہیں۔ لہٰذا ہمارے دینی رہنماؤں کو چاہئے کہ جنرل صاحب کو آمادہ کیا جائے کہ وہ اس اجلاس میں شرکت نہ کریں۔

☆ ☆ ☆

انتقال پرملال

تنظیم اسلامی لاہور وسطی کے رفیق شیخ محمد نعیم صاحب کی والدہ محترمہ قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئیں ہیں۔ قارئین ندائے خلافت سے مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ اللھم اغفرلھا و ارحمھا و ادخلھا فی رحمتک و حاسبھا حسابا یسیرا

اپیل برائے مالی تعاون

رفیق تنظیم اسلامی حاجی محمود ظفر کے قریبی عزیز مرزا محمد عرفان کو تبدیلی گردہ کے آپریشن کیلئے مخیر حضرات سے مالی تعاون کی اشد ضرورت ہے۔

رابطہ : حاجی محمود ظفر مرزا
مکان نمبر ۱۶۳' گلی نمبر ۲' لاریکس کالونی
شاہدرہ اسٹیشن لاہور فون : (042)7922022

اسلام کی دو عیدیں

عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ دونوں اسلام کے ارکان خمسہ میں سے دو اہم ارکان (دو عظیم عبادات) کے ساتھ ملحق ہیں' یعنی عیدالفطر صوم رمضان کے ساتھ اور عیدالاضحیٰ' حج بیت اللہ کے ساتھ۔ ان دونوں میں سے ایک طرف دوگانہ شکرانہ نماز میں اضافی تکبیرات اور نماز کے لئے جاتے اور آتے ہوئے غلغلہ ہائے تکبیر بلند کرتے

> عید الفطر اور عیدالاضحیٰ کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے غرباء 'فقراء' محتاجوں اور مسکینوں کے لئے خصوصی اہتمام رکھا ہے

رہنا مشترک ہے' جس کا حکم قرآن میں بھی دیا گیا ہے' چنانچہ سورۃ البقرہ میں صوم رمضان سے متعلق آیات کا اختتام ان الفاظ مبارکہ پر ہوا کہ "اور تاکہ تم پوری کرو تعداد اور تکبیر کرو اللہ کی اس ہدایت پر جو اس نے تم کو دی اور تاکہ تم شکر کرو۔"

سورۃ الحج میں فرمایا : "اور اس طرح اس نے قربانی کے جانوروں کو تمہارے لئے مسخر کردیا تاکہ تم اللہ کی تکبیر کرو اس ہدایت پر جو اس نے تمہیں عطا فرمائی اور (اے نبی) بشارت دیجئے احسان کی روش اختیار کرنے والوں کو۔"

اس طرح دونوں عیدوں کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے غرباء' فقراء' محتاجوں اور مسکینوں کے لئے خاص اہتمام رکھا ہے۔ عیدالاضحیٰ کے موقع پر تو ظاہر ہے یہ ضرورت قربانی کے گوشت کے ذریعے پوری ہو جاتی ہے' چنانچہ سورۃ الحج میں دوبار فرمایا گیا ہے کہ اس میں سے خود بھی کھاؤ اور غرباء و مساکین کو بھی کھلاؤ۔ پہلے فرمایا "کھاؤ اس میں سے خود بھی اور کھلاؤ اس میں فقیروں کو بھی" اور دوبارہ پھر فرمایا "یعنی کھاؤ اس میں سے خود بھی اور کھلاؤ ان قانع لوگوں کو بھی' جو صاحب احتیاج ہونے کے باوجود صبر و قناعت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور ان کو بھی جو بے تاب ہو کر دست سوال دراز کرنے پر مجبور ہو جائیں۔

عیدالفطر کے موقع پر اسی غرض کے تحت اسلام میں صدقہ فطر کا حکم دیا گیا ہے تاکہ عید کی خوشیوں میں صاحب نصاب لوگوں کے ساتھ غرباء و مساکین بھی شامل ہو جائیں۔ یہ صدقہ ہر اس مسلمان پر واجب ہے' جو صاحب نصاب ہو۔ البتہ اس کو وسعت یہ دی گئی ہے کہ ایسا شخص صرف اپنی ہی طرف سے یہ صدقہ نہ کرے بلکہ اپنے زیر کفالت افراد کی جانب سے بھی ادا کرے۔ یہاں تک کہ ایک بچہ اگر عین عید کی صبح کو تولد ہوا ہو تو اس کی جانب سے بھی صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے۔ صدقہ فطر کا ذکر اگرچہ قرآن میں تو موجود نہیں' تاہم متعدد احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں نہایت وضاحت اور غایت درجہ تاکید کے ساتھ آیا ہے' مثلاً بخاری اور مسلم کی متفق علیہ روایت ہے کہ "حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ مسلمانوں میں سے ہر غلام اور آزاد' ہر مرد اور عورت اور ہر چھوٹے اور بڑے پر صدقہ فطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو لازم کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ یہ صدقہ نماز عید کے لئے جانے سے پہلے ادا کر دیا جائے۔"

اس بارے میں اگرچہ اس بات کی صراحت نہیں کہ

ڈاکٹر اسرار احمد

یہ صدقہ فطر صرف صاحب نصاب پر واجب ہے لیکن یہ بات اظہر من الشمس ہے اور عقل سلیم کے لئے اس کا جاننا کچھ مشکل نہیں' اسی لئے اس کی صراحت نہیں کی گئی۔ کھجوروں اور جو کی وضاحت اس لئے کی گئی کہ یہی اہل مدینہ کی عام خوراک تھی اور ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو سے متوسط افراد پر مشتمل کنبے کی ایک دن کی غذائی ضروریات کی کفالت ہو جاتی تھی۔ گویا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ

> صدقہ فطر کی ادائیگی کی تاکید نماز عید سے قبل ہے

ایک صاحب شخص کے گھر میں اگر کل دس افراد ہیں تو اس کے صدقہ فطر سے غریب مسلمانوں کے دس گھرانوں کی ایک دن کی خوراک کا پورا انتظام ہو گیا' اگرچہ علماء کے نزدیک وہ وزن کے اعتبار سے ساڑھے تین سیر کے لگ بھگ ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک اس سے نصف یعنی پونے دو سیر کے لگ بھگ۔ اس کے تعین کے لئے لوگوں کو اپنے اپنے معتمد علماء کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور چونکہ ہمارے یہاں کی خوراک گندم ہے' لہٰذا ساڑھے تین سیر یا پونے دو سیر گندم کی جو قیمت بازار میں ہو اس کے حساب سے ہر ہر فرد کو اپنا صدقہ فطر ادا کرنا چاہئے۔

صدقہ فطر کی نماز کے لئے گھر سے روانگی سے قبل ادائیگی کی تاکید کی مصلحت بھی واضح ہے کہ اس کا اصل مقصود یہ ہے کہ غرباء و مساکین بھی عید کی خوشیوں اور آسودگی کے ساتھ شریک ہو سکیں۔ ایسا نہ ہو کہ کسی مسلمان آبادی میں لوگ عید کی خوشیاں منا رہے ہوں جبکہ اسی آبادی میں کوئی مسلمان گھرانا فاقے سے دوچار ہو۔ صدقہ فطر کی اس حکمت کو ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے جو سنن ابی داؤد میں وارد ہوئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ "رسول اللہؐ نے صدقہ فطر اس لئے واجب اور لازم کیا ہے کہ لوگوں کے روزے اگر فضول اور لایعنی گفتگو یا کسی فحش بات کے باعث آلودہ ہو گئے ہوں تو اس سے پاک ہو جائیں اور ساتھ ہی محتاجوں اور مسکینوں کے کھانے کا بندوبست ہو جائے۔"

بعض احادیث میں صدقہ فطر کے لئے زکوٰۃ عیدالفطر کے الفاظ وارد ہوئے ہیں' جس میں اصل اشارہ اسی جانب ہے کہ لوگوں کی سیرتوں اور شخصیتوں کی تعمیر ان خطوط پر ہو سکے جو ان کے خالق و مالک نے متعین کئے ہیں۔ زکوٰۃ درحقیقت روزوں کی معصیت کی آلودگی سے پاک کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ البتہ فرض زکوٰۃ اسلام کے معاشی نظام عدل اور انصاف کا اہم رکن ہے اور اس کے ذریعے معاشرے کے ان افراد کی کفالت ہوتی ہے جو کسی سبب سے معاشی دوڑ میں پیچھے رہ گئے ہوں اور اپنے پاؤں پر نہ کھڑے ہو سکتے ہوں' اسی طرح زکوٰۃ عیدالفطر سے عید کے روز مسلمانوں کی عام خوشی میں پسماندہ لوگوں کی شرکت و شمولیت کا مقصد بھی پورا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ماہ صیام کے اختتام اور عید کے موقع پر صدقہ فطر ادا کرنے کی توفیق دے تاکہ ہمارے غریب بھائی عید کی خوشیوں میں ہمارے ساتھ شریک ہو سکیں۔

محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب
— کی نئی تالیف —
دنیا کی عظیم ترین نعمت
قرآن حکیم
صفحات: 32 —— قیمت: 10 روپے

خوشی کے آداب

عیدالفطر کے حوالے سے خصوصی مضمون

خوشی کے مواقع پر خوشی ضرور منایئے۔ خوشی انسان کا ایک طبعی تقاضا اور فطری ضرورت ہے' دین فطری ضرورتوں کی اہمیت کو محسوس کرتا ہے اور کچھ مفید حدود و شرائط کے ساتھ ان ضرورتوں کو پورا کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ دین ہرگز پسند نہیں کرتا کہ آپ مصنوعی وقار' غیر مطلوب سنجیدگی' ہر وقت کی مردہ دلی اور افسردگی سے اپنے کردار کی کشش کو ختم کردیں۔ وہ خوشی کے تمام جائز مواقع پر خوشی منانے کا پورا پورا حق دیتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ آپ ہمیشہ بلند حوصلوں' تازہ ولولوں اور نئی امنگوں کے ساتھ تازہ دم رہیں۔ جائز مواقع پر خوشی کا اظہار نہ کرنا اور خوشی منانے کو دینی وقار کے خلاف سمجھنا دین کے فہم سے محرومی ہے۔ آپ کو کسی دینی فریضے کو انجام دینے کی توفیق نصیب ہو۔ آپ یا آپ کا کوئی عزیز علم و فضل میں بلند مقام حاصل کرلے' خدا آپ کو مال و دولت یا کسی اور نعمت سے نوازے' آپ کسی لمبے سفر سے بخیریت گھر واپس آئیں' آپ کا کوئی عزیز کسی دور دراز سفر سے آئے' آپ کے یہاں کسی معزز مہمان کی آمد ہو' آپ کے یہاں شادی بیاہ یا بچے کی پیدائش ہو۔ کسی عزیز کی صحت یا خیریت کی خبر ملے یا اہل اسلام کے فتح و نصرت کی خوشخبری سنیں یا کوئی تیوہار ہو۔ اس طرح کے تمام مواقع پر خوشی منانا آپ کا فطری حق ہے۔ اسلام نہ صرف خوشی منانے کی اجازت دیتا ہے بلکہ اس کو عین دینداری قرار دیتا ہے۔ حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے میری توبہ قبول فرمالی' اور مجھے خوشخبری ملی' تو میں فوراً نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچا۔ میں نے جاکر سلام کیا۔ اس وقت نبی ﷺ کا چہرہ خوشی سے جگمگا رہا تھا اور نبی ﷺ کو جب بھی کوئی خوشی حاصل ہوتی تو آپؐ کا چہرہ اس طرح چمکتا کہ جیسے چاند کا کوئی ٹکڑا ہے اور ہم آپؐ کے چہرے کی رونق اور چمک سے سمجھ جاتے کہ آپؐ اس وقت انتہائی مسرور ہیں۔ (ریاض الصالحین)

تیوہار کے موقع پر اہتمام کے ساتھ خوب کھل کر خوشی منایئے اور طبیعت کو ذرا آزاد چھوڑ دیجئے۔ نبی ﷺ جب مدینے تشریف لائے تو فرمایا۔ "تم سال میں دو دن خوشیاں منایا کرتے تھے۔ اب خدا نے تم کو ان سے بہتر دو دن عطا فرمائے۔ یعنی "عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ"۔ لہٰذا سال کے ان دو اسلامی تیوہاروں میں خوشی اور مسرت کا پورا پورا مظاہرہ کیجئے اور مل مل کر ذرا کھلی طبیعت سے کچھ تفریحی طبیعت سے کچھ مشاغل فطری انداز میں اختیار کیجئے۔ اس لئے ان دونوں تیوہاروں میں روزہ رکھنے کی ممانعت ہے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے "یہ ایام کھانے پینے باہم خوشی کا لطف اٹھانے اور خدا کو یاد کرنے کے ہیں۔" (شرح معانی الآثار)

عید کے دن صفائی ستھرائی اور نہانے کا اہتمام کیجئے۔ حیثیت کے مطابق اچھے سے اچھا لباس پہنئے' خوشبو لگایئے'

محمد یوسف اصلاحی

عمدہ کھانے کھایئے اور بچوں کو موقع دیجئے کہ وہ جائز قسم کی تفریح اور کھیلوں سے جی بہلائیں اور کھل کر خوشی منائیں۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ عید کا دن تھا۔ کچھ لونڈیاں بیٹھی وہ اشعار گا رہی تھیں کہ جو جنگ بعاث (جنگ بعاث اس مشہور جنگ کا نام ہے جو انصار کے دو قبیلوں اوس اور خزرج کے درمیان زمانہ جاہلیت میں ہوئی تھی) سے متعلق انصار نے کہے تھے کہ اسی دوران حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے تھے۔ بولے "نبی ﷺ کے گھر میں یہ گانا بجانا!" نبی ﷺ نے فرمایا "ابوبکر رہنے دو' ہر قوم کے لئے تیوہار کا ایک دن ہوتا ہے اور آج ہماری عید کا دن

> خوشی مناتے ہوئے اسلامی ذوق' مزاج' اسلامی ہدایات اور آداب کا لحاظ رکھنا چاہئے

ہے۔" "ایک بار عید کے دن کچھ حبشی بازیگر فوجی کرتب دکھا رہے تھے۔ آپؐ نے یہ کرتب خود بھی دیکھے اور حضرت عائشہؓ کو بھی اپنے آڑ میں لے کر دکھائے۔ آپؐ ان بازیگروں کو شاباش بھی دیتے جاتے تھے۔ جب حضرت عائشہؓ دیکھتے دیکھتے تھک گئیں تو آپؐ نے فرمایا اچھا اب جاؤ۔ (بخاری)

البتہ خوشی منانے میں' اسلامی ذوق اور مزاج اور اسلامی ہدایات و آداب کا ضرور لحاظ رکھئے۔ جب آپ کو کوئی خوشی حاصل ہو تو خوشی دینے والے کا شکر ادا کیجئے۔ اس کے حضور سجدۂ شکر بجالایئے۔ خوشی کے ہیجان میں کوئی ایسا عمل یا رویہ اختیار نہ کیجئے جو اسلامی مزاج سے میل نہ کھائے اور اسلامی آداب و ہدایات کے خلاف ہو' مسرت کا اظہار ضرور کیجئے' لیکن اعتدال کا بہرحال خیال رکھئے' مسرت کے اظہار میں اس قدر آگے نہ بڑھئے کہ فخر و غرور کا اظہار ہونے لگے اور نیازمندی' بندگی اور عاجزی کے جذبات دبنے لگیں۔ قرآن میں ہے :

> "اور ان نعمتوں کو پاکر اترانے نہ لگو جو خدا نے تمہیں دی ہیں۔ خدا اترانے والے اور بڑائی جتانے والے کو پسند نہیں کرتا۔" (الحدید ۲۲)

اسی طرح خوشی میں ایسے سرمست بھی نہ ہوجایئے کہ خدا کی یاد سے غافل ہونے لگیں' مومن کی خوشی یہ ہے کہ وہ خوشی دینے والے کو اور زیادہ یاد کرے۔ اس کے حضور سجدہ شکر بجالائے اور اپنے عمل و گفتار سے' خدا کے فضل و کرم و جلال کا اور زیادہ اظہار کرے۔ رمضان میں مہینے بھر کے روزے رکھ کر اور شب میں تلاوت قرآن اور تراویح کی توفیق پاکر جب آپ عید کا چاند دیکھتے ہیں تو خوشی میں جھوم اٹھتے ہیں کہ خدا نے جو حکم دیا تھا آپ خدا کی دستگیری سے اس کی تعمیل میں کامیاب ہوئے۔ آپ فوراً اپنے مال میں سے اپنے غریب اور مسکین بھائیوں کا حصہ ان کو پہنچا دیتے ہیں کہ اگر آپ کے عبادتوں میں کوئی کوتاہی ہوگئی ہو اور بندگی کا حق ادا کرنے میں کوئی غفلت ہوئی ہو تو اس کی تلافی ہوجائے اور خدا کے غریب بندے بھی عید کی خوشی میں شریک ہو کر خوشی کا اجتماعی اظہار کرسکیں اور پھر خدا کی اس توفیق پر عید کی صبح کو دوگانہ شکر ادا کرکے اپنی خوشی کا صحیح صحیح اظہار کرتے ہیں اور اس طرح عیدالاضحیٰ کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عظیم اور بے مثال قربانی کی یادگار مناکر اور قربانی کے جذبات سے اپنے سینے کو سرشار پاکر سجدۂ شکر بجالاتے ہیں۔ اور پھر آپ کی ہر ہر بستی میں سارے گلی کوچے اور سڑکیں تکبیر و تہلیل اور خدا کی عظمت کی صداؤں سے گونج اٹھتی ہیں اور پھر آپ خدا کی شریعت کے مطابق جب عید کے ایام میں اچھا کھاتے اچھا پہنتے ہیں اور خوشی کے اظہار کے لئے جائز طریقوں کو اختیار کرتے ہیں تو آپ کی یہ ساری سرگرمیاں یادالٰہی بن جاتی ہیں۔

نظام کی تبدیلی کے دو راستے

انتخابات کے ذریعے چہرے بدلے جا سکتے ہیں نظام نہیں

اس وقت دنیا میں حکومت تبدیل کرنے کے دو راستے ہیں۔ جن میں ایک راستہ انتخابات کا ہے۔ آپ ووٹ کی طاقت سے حکومت تبدیل کر سکتے ہیں۔ لیکن اس ذریعے سے چہرے تبدیل کئے جا سکتے ہیں' نظام ہرگز نہیں بدلا جا سکتا۔ جبکہ ہمیں چہرے نہیں نظام بدلنے کی ضرورت ہے۔ انتخابات کے انعقاد کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ موجود الوقت نظام کس طرح زیادہ بہتر انداز میں چلایا جائے۔

دوسرا طریقہ ایجی ٹیشن کا ہے۔ اس طریقہ سے کامیابی تب ممکن ہے کہ تیاری مکمل ہو۔ اگر لاکھوں افراد سر پر کفن باندھ کر نکلنے پر تیار ہوں تو کامیابی یقینی ہے۔ اسے ہم مظاہراتی طریقہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ ایک مظاہرہ تو وہ ہے جسے ہم "خاموش مظاہرہ" کہتے ہیں۔ یہ دراصل ہماری دعوت و تبلیغ ہی کا ایک طریقہ ہے۔ تاہم نظام بدلنے کے لئے جو مظاہرہ ہوتا ہے اس کے ذریعہ باطل نظام کو چیلنج کیا جاتا ہے۔ یہ مظاہرہ گھیراؤ کے ساتھ ہوگا کہ اس نظام کو اب چلنے نہیں دیں گے۔ "ترک موالات" کی تحریک بھی اسی کا ایک حصہ ہوگی۔ یعنی اب ہم نظام باطل کو ٹیکس نہیں دیں گے۔ بینکوں کو چلنے نہیں دیں گے اور جاگیرداروں کو ان کا حصہ نہیں دیں گے۔

کوئی انقلابی تحریک جب اس مرحلے میں داخل ہو جائے گی تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ باطل نظام اس کے راستے میں مزاحم ہوگا۔ اب اس جماعت کے کارکنوں پر گولیاں بھی برسائی جائیں گی اور ان کو جیلوں میں بھی ٹھونسا جائے گا لیکن یہ سارا تشدد یک طرفہ ہوگا دو طرفہ نہیں' جبکہ سیرت نبوی ؐ میں یہ جنگ دو طرفہ تھی لیکن یہاں اسلامی انقلابی تحریک کے کارکن کسی کو قتل نہیں کریں گے بلکہ خود قتل ہونے کو تیار ہو کر میدان میں آئیں گے۔

رائج الوقت نظام خون دیئے بغیر نہیں بدلتا۔ اگر کوئی یہ سمجھ بیٹھا ہے کہ دین بھی غالب ہو جائے اور خون کا ایک قطرہ بھی نہ بہے تو یہ محض خام خیالی ہے۔ اگر یہ کام خون دیئے بغیر ہو سکتا تو نبی اکرم ﷺ اس کام کے لئے کئی سو صحابہ ؓ کی جانوں کا نذرانہ پیش نہ کرتے' جبکہ ہمارا یقین یہ ہے کہ ایک ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی ؓ کی جان ہم جیسے لاکھوں انسانوں کی جان سے زیادہ قیمتی ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت حمزہ اور حضرت مصعب بن عمیر ؓ جیسے رفقاء کی قربانیاں دی ہیں۔ حضرت حمزہ ؓ کو آپ نے "اسد اللہ و اسد رسولہ" کا خطاب عطا فرمایا اور حضرت مصعب بن عمیر ؓ مدینے میں پہنچنے والے پہلے معلم قرآن ہیں۔ انہی کی محنت سے مدینہ میں انقلاب کے لئے زمین ہموار ہوئی تھی۔

ایک حدیث حضرت ابو سعید خدری ؓ سے مروی ہے۔ صحیح مسلم شریف کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا :

"تم میں سے جو کوئی برائی کو دیکھے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اسے اپنے ہاتھ (یعنی طاقت) سے بدل دے اور اگر وہ اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اپنی زبان سے (اسے برا کہے اور) اسے بدلنے کی کوشش کرے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اسے دل سے برا جانے' اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے"۔

گویا اگر برائی سے دلی نفرت بھی نہیں اور اس کو بدلنے کا دل میں ارادہ بھی نہیں تو پھر ایسے شخص کے دل میں ایمان ہی نہیں ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمد

اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ جب تک طاقت نہیں ہے "نہی عن المنکر باللسان" کا فریضہ ادا کیا جاتا رہے۔ چنانچہ ہم زبان سے کہتے رہیں گے کہ یہ حرام ہے۔ یہ جاگیرداری' یہ سودی نظام جائز نہیں وغیرہ وغیرہ۔ جب طاقت حاصل ہو جائے گی تب نظام باطل کو میدان میں چیلنج کیا جائے گا یعنی "نہی عن المنکر بالید"

یہی مضمون ایک دوسرے حدیث مبارکہ میں زیادہ واضح ہو کر آیا ہے۔ اس کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعود ہیں اور یہ بھی صحیح مسلم شریف کی روایت ہے :

"مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی کسی امت میں اٹھایا تو اس کی امت میں سے اس کے ایسے حواری اور اصحاب ہوتے تھے جو اپنے نبی کی سنت کو تھامے رکھتے اور اس کے حکم کی اطاعت کرتے۔ پھر ان کے بعد ان کے ایسے (نالائق) جانشین آتے جن کا حال یہ تھا کہ جو کہتے اس پر عمل نہ کرتے اور وہ کام کرتے جن کا ان کو حکم نہیں دیا جاتا۔ تو ایسے لوگوں سے جو شخص ہاتھ (قوت و طاقت) سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور جو شخص ان سے زبان سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور جو شخص ان کے ساتھ دل سے جہاد کرے (یعنی دل میں کڑھے) وہ بھی مومن ہے۔ اور اس کے بعد تو رائی کے دانے کے برابر ایمان بھی نہیں۔"

یہ ایک بڑی جامع حدیث ہے۔ امتوں کے زوال کا پورا فلسفہ اس میں موجود ہے۔ اس لئے کہ قول و فعل کا تضاد ہی امتوں کو زوال سے دوچار کرتا ہے جیسا کہ آج ہمارا حال ہو گیا ہے کہ ہم دعویٰ کرتے ہیں عشق رسول ؐ کا لیکن اتباع رسول ؐ سے مکمل گریز ہے۔ البتہ بدعات و خرافات کا ایک طومار ہے کہ جس کو دین بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔

نظام خلافت قائم کرنے کی جدوجہد ہر مسلمان کیلئے فرض عین ہے۔ یہ عین اس کے ایمان کا تقاضا ہے ورنہ مذکورہ بالا حدیث کے مطابق وہ قول و فعل کے تضاد کا مرتکب ہو رہا ہے کہ دعویٰ تو کرتا ہے اللہ پر ایمان کا مگر اللہ کا دین پامال ہوتے ہوئے دیکھتا ہے اور اپنے کاروبار کو چمکانے میں مشغول ہے۔ اس وقت دین جس قدر مغلوب ہے اس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ بقول حالی

پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے
اسلام کا گر کر نہ ابھرنا دیکھے
مانے نہ کبھی کہ مد ہے ہر جزر کے بعد
دریا کا ہمارے جو اترنا دیکھے

مولانا حالی نے مناجات بحضور ختم المرسلین ﷺ میں عرض کیا ہے :

اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے
امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے

ایک طرف دین کی پستی کا یہ عالم ہے' دوسری طرف ہماری بے غیرتی اور بے حمیتی کی کیفیت یہ ہے کہ بس اپنے کاروبار' اپنی جائیداد اور اپنے معاملات میں جتے ہوئے ہیں ہمیں فکر ہے تو اپنی کاروں کے ماڈل اور اپنے ٹیلی ویژن کے اسکرین کے سائز کی۔

غلبہ دین کی جدوجہد کے فرض عین ہونے کے سلسلہ میں ایک اور نکتے کا اضافہ کروں گا۔ اور وہ یہ ہے کہ جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں فقط وہیں غلبہ دین کی جدوجہد فرض عین نہیں ہے بلکہ اگر کہیں صرف ایک ہی مسلمان ہے تو اس پر بھی فرض ہے کہ وہ دین کے غلبے کی جدوجہد کرے۔ اگر اللہ تعالیٰ ساڑھے نو سو برس کی زندگی دے تو اس ساری زندگی میں یہی کام کرتا رہے۔ یہ کام تب بھی کرنا ہے جب کوئی شخص مانے اور تب بھی کرنا ہے جب

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

وحدتِ ادیان کانفرنس ـــــ اسلام کے خلاف سازش

مولانا راحت گل

جاپان میں انٹرنیٹ پر یہ خطرناک خبر پڑھی کہ وحدت ادیان کی آئندہ کانفرنس ۲۰۰۱ء ماہ فروری پاکستان میں ہو گی۔ جس کا افتتاح پرویز مشرف صاحب فرمائیں گے۔

وحدت ادیان کیا ہے؟ اسلام کے خلاف یہود و نصاریٰ کی ایک اور تحریک جس کے متعدد اجلاس امریکہ و یورپ میں ہو چکے ہیں۔ اب اس تحریک کو عالم اسلام میں متعارف کرانے کے لئے جس ملک کو چنا گیا' وہ ہے پاکستان۔ کیونکہ اگر پاکستان سے اس تحریک کو حمایت ملی' تو پھر بڑی تیزی کے ساتھ دیگر مسلم ممالک میں پھیلائی جا سکے گی۔

<u>پہلا مرحلہ</u> : اس تحریک کا مقصد کیا ہے؟ اسلام کو بحیثیت ایک دین کامل' نظام حیات کے ختم کر کے دیگر مذاہب کی سطح پر لا کر برابر کرنا۔ یہ باور کرانا کہ اسلام' یہودیت' نصرانیت' بدھ مت' جین مت وغیرہ تمام مذاہب برابر ہیں۔ سب کو صلح و آتشی کے ساتھ اپنی اپنی مذہبی رسومات ادا کرنی چاہئیں۔ مسجد' گرجا' صومعہ' مندر' شوالا اور ٹمپل میں کوئی امتیازی فرق نہیں کیونکہ سب کا مقصد ایک ہے یعنی اللہ تعالیٰ تک رسائی۔ ہر مذہب والے اپنی اپنی عبادت گاہوں میں اپنی مذہبی رسومات ادا کر کے نکلیں تو ایک ہی نظام زندگی ایک ہی تہذیب اور ایک ہی قانون کی پابندی کریں۔ (جو نیو ورلڈ آرڈر کی صورت میں دنیا پر مسلط کیا جا رہا ہے)

اس تحریک کا مقصد یہ ہے کہ اس عقیدہ کو ختم کر دیا جائے کہ ﴿ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ﴾ اور اس آیت ربانی کو بھی عملاً منسوخ کر دیا جائے کہ ﴿ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ○ ﴾۔

حضرات کرام : وحدتِ ادیان کے اس شیطانی منصوبے کے علاوہ اسلام کی امتیازی شان کو ختم کرنے کے لئے امریکہ میں تقریباً چار سو اسی صفحات پر مشتمل ایک مفصل کتاب (مین کائینڈ سرچ فار گاڈ) شائع کی گئی ہے۔ اس کتاب میں تمام مذاہب کی مذہبی رسومات کی تصاویر چھاپ دی گئیں ہیں اور تیس لاکھ سے زیادہ تعداد میں دنیا بھر میں مفت تقسیم کی گئی ہے۔ اس کتاب کے آخر میں یہ خلاصہ دیا گیا کہ (اگر آپ حقیقی گاڈ تک پہنچنا چاہتے ہیں تو بائبل کا مطالعہ کیجئے آپ بائبل کے ذریعے گاڈ تک پہنچ سکتے ہیں اس مقصد کے لئے ہم سے رابطہ کیجئے ہم بلامعاوضہ آپ کی خدمت کے لئے تیار ہیں) مجھے یہ کتاب جاپان میں ملی۔ پھر امریکہ میں چار ماہ رہ کر اس نئی چال کے متعلق مزید معلومات سے آگاہی حاصل کی۔ اس دعوتِ گناہ کا مقصد اسلام اور کفر کے مابین قائم امتیازی فرق کو مٹا کر اسلام کو دیگر باطل مذاہب کے برابر کر دینا ہے تاکہ شراب نوشی' خنزیر خوری اور زناکار جنس پرست قسم کے لوگوں کے ساتھ وحدت ادیان میں شریک ہو کر ہر اس کام کو جائز اور حلال قرار دیا جائے جسے عوام اور پارلیمنٹ جائز و حلال قرار دے' حالانکہ اسلام میں حلال و حرام اور جائز و ناجائز کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے' کسی انسان حتیٰ کہ کسی پیغمبر کو بھی یہ اختیار نہیں کہ وہ حلال و حرام کا ازخود تعین کرے۔

> وحدتِ ادیان کے ذریعے مشترکہ ''کتاب مقدس'' اور مشترکہ ''عبادت گاہوں'' کو بنانے کے منصوبہ ہے

اس کتاب کے مؤلف نے غیر محسوس طریقہ اپناتے ہوئے اور انسانی نفسیات کو پرکھ کر یہ بات ذہن نشین کرانے کی ناکام کوشش کی ہے کہ مذاہب عالم کے پیرو کاروں نے اللہ تعالیٰ تک رسائی کے مختلف راستے اختیار کئے۔ جبکہ مسلمان کے متعلق یہ اعتقاد یا خیال قائم کرنا غلط بلکہ بد دیانتی پر مبنی ہے کیونکہ مسلمان بذات خود مذکورہ بات کا دعویٰ نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ (God) نے اپنی ذات اقدس تک رسائی کی راہ کی واضح نشان دہی کر دی ہے۔ مسلمانوں کی امتیازی حیثیت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی روشنی میں اس کے بتائے ہوئے راستے کو اختیار کرتے ہوئے اللہ تک رسائی کی کوشش کرتے ہیں اور پھر اسلام پوری دنیا کو چیلنج کرتا ہے کہ اگر تمہیں راستے کی صداقت میں شک و شبہ ہو تو تم سب کے سب علماء و فضلاء' دانشمند' تمہارے مذہبی پنڈت' سیاستدان اور سائنسدان مل کر اس جیسی ایک مثال پیش کر سکو۔ تم ہرگز ہرگز پیش نہیں کر سکو گے تو اپنے انجام بد سے ڈرو جو ہماری بتائی ہوئی راہ سے ہٹ کر خود ساختہ شیطانی راستوں پر چلتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿ وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَ كُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ○ ﴾

حضرات محترم! وحدت ادیان ایسا پر فریب جاذب نظر نعرہ ہے جس سے وہ لوگ بہت تیزی سے متاثر ہو رہے جنہیں ہمارے ہاں اونچی سوسائٹی کے لوگ یا مراعات یافتہ مغربی طبقہ کہا جاتا ہے۔ تمام دنیا کے ترقی پذیر خاص کر اسلامی ممالک میں یہ اصطلاح بڑی تیزی سے پھیلائی جا رہی ہے۔ اس وقت ۲۵ ممالک میں وحدت ادیان کے دفتر قائم کئے چکے ہیں پاکستان میں اس کا دفتر ۱۹۷۔ اے' احمد بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور ۱۶ میں واقع ہے۔

حال ہی مسلمان اور عیسائیوں کا ایک مشترکہ اجلاس ۱۱/ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو پشاور میں ہوا مجھے بھی دعوت دی گئی لیکن میں اس لئے شریک نہیں ہوا کہ پوری دنیا میں یہ بات پھیلائی جائے گی کہ پاکستان کا فلاں فلاں مولوی اور فلاں دینی مدرسے کا مہتمم بھی اس تحریک کی تائید کر رہا ہے۔ اس اجلاس کی صدارت پاکستان کے عالمی شہرت یافتہ ایک معروف عالم دین نے کی جبکہ جنرل سیکرٹری ایک عیسائی ہے۔ اس تنظیم کا دفتر بھی لاہور میں ہے۔

حضرات کرام! وحدت ادیان کا ایک مقصد یہ ہے کہ حق و باطل کو خلط ملط کیا جائے۔ دوسرا مقصد یہ ہے کہ اسلام جن ستونوں پر قائم ہے انہیں منہدم کیا جائے تیسرا مقصد یہ ہے کہ مسلمان کو غیر شعوری طور پر ارتداد کی راہ اختیار کر جائیں جب کہ قرآن مقدس نے ہمیں پہلے سے ہی اس سازش سے خبردار کر دیا ہے۔ سورۃ النساء میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِیَآءَ ﴾

> وحدت ادیان کے نظریئے کے ذریعے حق و باطل کو ملانے کی کوشش کی جا رہی ہے

نیز ارشاد ربانی ہے کہ :

﴿ وَلَا یَزَالُوْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰی یَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِیْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا وَمَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَیَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ... ﴾

<u>دوسرا مرحلہ</u> : اس کے بعد خود بخود یہ راستہ کھل جائے گا کہ خانہ کعبہ میں تمام مذاہب کے پیرو کار اپنی اپنی مذہبی رسومات کے مطابق حج اور عمرہ ادا کریں۔ کیونکہ ان سب (خود ساختہ اور تحریف شدہ) مذاہب کا اصل رشتہ حضرت

(باقی صفحہ ۵ پر)

امریکی عورت کا المیہ

امریکی معاشرے میں سب سے زیادہ استحصال کا نشانہ بننے والی عورت ہے

معروف صحافی منو بھائی کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ ان کا یہ مضمون پاکستان میں خواتین کے حقوق کے لئے کام کرنے والی نام نہاد این جی اوز کی آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہے۔ ہم یہ مضمون ادارہ جنگ کے شکریہ کے ساتھ قارئین ندائے خلافت کے لئے پیش کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

نیویارک سے ہیوسٹن تک امریکہ کے چار بڑے شہروں میں ڈیڑھ ماہ سے زیادہ عرصہ قیام کے دوران سینکڑوں دوستوں' ہزاروں پاکستانیوں' ہندوستانیوں اور دیگر ایشیائی ملکوں کے محنت کشوں اور کاروباری لوگوں سے انفرادی اور اجتماعی ملاقاتوں' کم از کم ایک درجن بڑے جلسوں' ادبی محفلوں' مذاکروں میں شرکت' تین ٹیلی ویژن پروگراموں اور تین ریڈیو انٹرویوز میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کرنے اور یہاں کی شان و شوکت گہما گہمی اور رونق دیکھنے کے علاوہ میں نے امریکی معاشرے کے بعض انتہائی گھناؤنے پہلو بھی دیکھے۔ بقول ناصر کاظمی ؎

یاد ہے سیر چراغاں ناصر
دل کے بجھنے کا سبب یاد نہیں

مگر میں نے یہاں جو کچھ دیکھا ہے اس میں سب سے نمایاں عورت کی حالت زار ہے اور مجھے سب سے زیادہ ترس بھی یہاں کی عورت پر ہی آیا ہے۔ میرے خیال میں سرمایہ داری نظام اور منڈی کی معیشت یعنی معیشت بازار میں سب سے زیادہ اور سب سے سستے داموں فروخت ہونے والا "مال" عورت ہے اور سب سے زیادہ استحصال کا نشانہ بننے والی بھی عورت ہے۔ میرے اس خیال سے یہاں کے صوفی مشتاق' جوہر میر' منظور اعجاز اور افتخار نسیم جیسے دانشور دوستوں کو بھی اتفاق ہے کہ امریکہ میں کتوں اور بلیوں کا عورتوں سے زیادہ خیال رکھا جاتا ہے۔ موٹروں کے پہیوں اور انجنوں پر عورتوں سے زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ میرے ان دانشور دوستوں کا یہ خیال صحیح ہے کہ بازاری معیشت کا نظام سرمایہ داری اگر اسٹاک مارکیٹ کے کریش کر جانے کے صدمے سے بچ بھی گیا تو عورت کی بے حرمتی کے ہاتھوں مارا جائے گا۔

یہ وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ میں نیکوکار نہیں ہوں اور اخلاقیات کا علم بردار بننا بھی مجھے زیب نہیں دیتا مگر انسان اور حیوان میں تمیز رکھتا ہوں اور یہاں امریکہ کے بڑے شہروں میں یعنی بڑی منڈیوں اور بازاروں میں سڑکوں' پارکوں' ٹیوب اسٹیشنوں' دفتروں' نائٹ کلبوں'

منو بھائی

ہوٹلوں کے کمروں' لابیوں اور گھروں میں اچھے بھلے انسانوں کو حیوانوں میں تبدیل ہوتے دیکھ کر دکھی ہوتا ہوں اور یہ سن کر بھی تکلیف ہوتی ہے کہ عورتوں کے لئے وہی الفاظ استعمال ہوتے ہیں جو کتوں اور بلیوں کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔

دنیا کی پندرہ بڑی ملٹی نیشنل کارپوریشنیں محض عورتوں کی آرائش و زیبائش کا سامان تیار کر کے اربوں ڈالر کماتی ہیں مگر ان کی مصنوعات سے عورتوں کی صحت پر کوئی اچھا اثر نہیں پڑتا۔ یہ تمام مصنوعات لباس سے زیبائش اور میک اپ تک مردوں کے دل لبھانے کے لئے ہوتی ہیں' عورتوں کو دیدہ زیب بنانے اور انہیں بازار میں بٹھانے کے لئے ہوتی ہیں۔

یہ لکھتے وقت محسوس ہوتا ہے کہ بہت سی نیک دل خواتین کو میری یہ باتیں اچھی نہیں لگ رہی ہوں گی لیکن اگر انہوں نے نیویارک' واشنگٹن' لاس ویگاس اور ہیوسٹن کے نائٹ کلبوں میں اسکولوں اور کالجوں کی طالبات اور دیگر ضرورت مند لڑکیوں کو تمام کے تمام کپڑے اتار کر ناچتے تھرکتے اور بازی گر کے انتہائی بے ہودہ مظاہرے کرتے اور انتہائی مکروہ قسم کے لوگوں کی آغوش میں لوٹ پوٹ ہو کر بلیں وصول کرتے ہوئے دیکھا ہو تو ان کی آنکھیں بھیگ جائیں گی یا پومپیائی کا زلزلہ یاد آجائے گا یا طوفان نوح کا سبب بننے والے بارش امڈتی دکھائی دے گی۔

امریکی معاشرے میں مردانگی کا مضحکہ خیز گھمنڈ یورپ کے معاشروں سے بھی زیادہ ہے اور یہی اس کی سب سے بڑی کمزوری بھی ہے۔ امریکی آئین' قوانین اور اقدار میں انسانی حقوق کی پاسداری کے تذکرے تو بہت ہیں مگر یہ تذکرے امریکی معیشت کی طرح کھوکھلے' بے جان اور بے روح ہیں۔ امریکہ میں عورت کی بے حرمتی کی وجہ سے خاندانوں کی طرح ازدواجی زندگی بھی وفات پا چکی ہے۔ بازاری معیشت نے یہاں کی اخلاقی قدروں کا بھی دیوالیہ نکال دیا ہے۔ اخلاقی افلاس سے جو قحط جنم لیتا ہے وہ تمام قحطوں سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے امریکہ اس قحط سے دوچار ہو چکا ہے۔

رفقاء و قارئین نوٹ فرمالیں!

عید الفطر کی تعطیلات کے باعث ندائے خلافت کا آئندہ شمارہ شائع نہیں ہو گا۔ موجودہ شمارہ ۱۶ صفحات پر مشتمل ہے تاہم اس کی قیمت حسب معمول چار روپے ہے —— (ادارہ)

تحریک اسلامی کے رہنما کی شہادت

۱۸ دسمبر علی الصبح نماز فجر کے لئے جاتے ہوئے ڈاکٹر اطہر قریشی صاحب امیر صوبہ سندھ و بلوچستان (تحریک اسلامی) کو گولی مار کر شہید کر دیا گیا۔ گمان غالب یہی ہے کہ یہ دہشت گردی کی کارروائی ہے۔ ڈاکٹر عبد الخالق ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی نے مولانا مختار گل صاحب امیر تحریک اسلامی سے ٹیلی فون پر گفتگو کرتے ہوئے دہشت گردی کی اس کارروائی کی مذمت کی۔ انہوں نے مرحوم کے لئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر اطہر قریشی کی خطاؤں سے درگزر فرماتے ہوئے انہیں جنت الفردوس عطا فرمائے۔

قارئین ندائے خلافت سے درخواست ہے کہ وہ مرحوم کیلئے دعائے مغفرت فرمائیں۔

تنازعہ بابری مسجد ـــــ امت مسلمہ کی توجہ کا طالب

بابری مسجد کا تنازعہ آٹھ سال بعد ایک مرتبہ پھر ہندوستانی سیاست کا مرکز بن گیا ہے اور اس مسئلے کی وجہ سے بھارت کے دونوں ایوانوں لوک سبھا اور راجیہ سبھا کے اجلاس کئی بار ملتوی بھی کئے گئے۔ ہوا یوں کہ بھارتی وزیراعظم اٹل بہاری واجپائی یہ بیان دے بیٹھے کہ "بابری مسجد کی جگہ رام مندر کی تعمیر ہندو قوم کے جذبات کی

> ہندو محققین کا کہنا ہے کہ رام جی کی پیدائش
> بابری مسجد کی جگہ پر نہیں ہوئی

ترجمانی ہے۔ بھارتی حزب اختلاف نے واجپائی کے اس بیان پر پارلیمنٹ میں کئی روز تک زبردست ہنگامہ آرائی کی اور ان کا یہ مطالبہ شدت پکڑ گیا کہ تین مرکزی وزراء لال کرشن اڈوانی، مرلی منوہر جوشی اور اوما بھارتی استعفیٰ دیں۔ حزب اختلاف راجیہ سبھا میں بابری مسجد شہید کرانے والے ان تین وزراء کی برطرفی کی قرارداد بھی منظور کرانے میں کامیاب ہو گئی ہے۔ واضح رہے کہ یہ وزراء بابری مسجد کے انہدام کے وقت موقع پر موجود تھے اور ان پر اس سانحے کی فرد جرم بھی عائد کی گئی تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ واجپائی کے اس بیان نے جنونی ہندوؤں کے جذبات کی تو مکمل عکاسی کی ہے لیکن دوسری طرف مسلمانوں کے جذبات کو زبردست ٹھیس پہنچائی۔ یہ دراصل بابری مسجد کا ہی مسئلہ نہیں ہندوستان میں موجود بیس کروڑ مسلمانوں کی ہزاروں مساجد کی عزت و حرمت کا سوال ہے۔ بدقسمتی سے پوری دنیا کے مسلمانوں اور حکومتوں نے بابری مسجد کے شہید کئے جانے پر بھرپور اظہار یکجہتی نہیں کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ واجپائی کو یہ ہرزہ سرائی کرنے کی جرأت ہوئی۔ علاوہ ازیں واجپائی کے مکروہ عزائم کی عکاسی کرنے والے اس بیان کا فوری طور پر یہ نتیجہ نکلا کہ مشرقی اترپردیش میں ایک اور مسجد شہید کر دی گئی۔ بی بی سی کے مطابق لکھنؤ سلطان پور روڈ پر واقع قصبے ہندونا کے نزدیک ایک گاؤں جیلولی میں مسلمانوں کے ڈیڑھ سو گھر آباد ہیں، جہاں پر ایک چھوٹی مسجد میں تعمیراتی کام ہو رہا تھا۔ جمعرات کو انتہا پسند ہندوؤں نے مسجد کے مینار تعمیر کرنے پر جھگڑا کھڑا کر کے اس پر دھاوا بول دیا۔ اس طرح ایک اور مسجد ظالم ہندوؤں کے ہاتھوں شہید ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

بابری مسجد اب سے آٹھ سال قبل ۶ دسمبر ۹۲ء کو شہید کر دی گئی تھی، جس کے بارے میں جنونی ہندوؤں کا بے بنیاد دعویٰ تھا کہ جس جگہ یہ مسجد تعمیر کی گئی وہاں وہ مکان تھا جس میں رام چندر جی پیدا ہوئے تھے اور یہ کہ اس جگہ مسجد کی تعمیر سے پہلے رام مندر تعمیر ہو چکا تھا۔ متعصب اور جنونی ہندوؤں کا موقف یہ تھا کہ بابر بادشاہ نے یہ مسجد رام مندر گرا کر بنوائی تھی ـــ اب ایسے ہی جھوٹے دعوے جنوبی دہلی میں قطب مینار کے پہلو میں واقع مسجد قوت الاسلام کے بارے میں بھی کئے گئے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ مسجد نو سو سال قبل ۱۱ویں صدی عیسوی میں قطب الدین ایبک نے تعمیر کرائی تھی۔ اس لحاظ سے یہ مسجد برصغیر پاک و ہند کی چند ابتدائی تاریخی مساجد میں سے ایک ہے۔

اس مسجد کے بارے میں ہندوؤں نے جھوٹ یہ گھڑا ہے کہ یہاں پر ہندوؤں کے دیوتا گنیش کا بت تھا جس کو مسلمان بادشاہ قطب الدین ایبک نے ہٹا دیا تھا۔ اسی

انور کمال میو

موقف کو لے کر ہندوؤں کی انتہا پسند تنظیم وشوا ہندو پرشد اور بجرنگ دل کے آٹھ سو کارکنوں نے وسط نومبر میں قوت الاسلام مسجد کی طرف مارچ کیا۔ وہ مسجد میں جا کر پوجا پاٹ کرنا چاہتے تھے لیکن پولیس کی بھاری نفری نے جلوس کو مسجد کی طرف بڑھنے سے روک دیا۔ جنونی ہندوؤں کا احتجاج صرف یہیں ختم نہیں ہو گیا بلکہ انہوں نے اعلان کیا کہ مسجد کی طرف ہر ماہ مارچ کیا جائے گا جب تک کہ قوت الاسلام مسجد مندر بنانے کے لئے ان کے حوالے نہ کر دی جائے۔

قارئین کے علم میں ہے کہ بابری مسجد کا معاملہ ایک طویل عرصے تک بھارت کی مختلف عدالتوں میں زیر سماعت رہا، وہاں کی تمام عدالتوں نے مسلمانوں کے حق میں فیصلہ دیا، یہاں تک کہ ان کی سب سے بڑی عدالت سپریم کورٹ نے بھی ماتحت عدالتوں کے فیصلے کی توثیق کی۔ خود ہندو محققین کا کہنا ہے کہ رام چندر جی کی پیدائش اگرچہ اجودھیا میں ہی ہوئی تھی لیکن یہ وہ جگہ نہیں جہاں مسجد ہے بلکہ اس جگہ سے کافی ہٹ کر ہے۔ لیکن ہندو جنونیوں کے لئے تاریخی تحقیق بھی وہی قابل قبول ہوتی ہے جو ان کے اپنے خیال اور اپنی تاویل کے مطابق ہو۔

مجھے بابری مسجد کے انہدام کا منظر آج بھی یاد ہے کہ جب مشتعل ہندو بیلچے، ڈنڈے اور ہتھوڑے لے کر مسجد کی چاردیواری کو عبور کر رہے تھے تو جو پولیس وہاں مسجد کی حفاظت کے لئے تعینات تھی اس نے انہیں ذرا روکنے کی کوشش نہیں کی بلکہ یوں لگتا تھا کہ یہ پولیس مسجد کی حفاظت کے لئے نہیں بلکہ مسجد کو گرانے والوں کے استقبال کے لئے کھڑی ہے۔ اس وقت مسلمانوں کو صرف بابری مسجد کے شہید کئے جانے کا صدمہ ہی نہیں سہنا پڑا بلکہ خانہ کعبہ کی اس بیٹی پر ہندوؤں کی یلغار کے خلاف احتجاج کرنے والے ہزاروں مسلمانوں کی شہادت کا رنج و الم بھی برداشت کرنا پڑا۔ یاد رہے کہ بابری مسجد کے انہدام کے بعد اس ظلم کے خلاف آواز اٹھانے والے چھ ہزار کے قریب مسلمانوں کو بے دردی سے قتل کر دیا گیا تھا۔ مسلمانوں کے اس قتل عام میں جنونی و متعصب ہندوؤں کے ساتھ انڈین آرمی و پولیس نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔

جس طرح بابری مسجد کے شہید کئے جانے کا خونیں منظر ہماری آنکھوں کے سامنے گھومتا رہتا ہے ویسے ہی امت مسلمہ کی بے حسی، نااتفاقی اور افتراق کا نقشہ بھی ذہن سے محو نہیں ہوتا۔ بابری مسجد کی شہادت پر ہندوستانی مسلمانوں کا غم و غصہ تو دیدنی تھا ہی لیکن پاکستان اور بنگلہ دیش کے علاوہ دیگر ممالک کے مسلمانوں نے اس ردعمل کا مظاہرہ نہ کیا جس کی توقع کی جانی چاہئے تھی۔ ایک رپورٹ کے مطابق حال ہی میں منعقد ہونے والی اسلامی سربراہی کانفرنس میں مسلمان کسی ایک معاملے میں بھی اتفاق و اتحاد کا مظاہرہ نہیں کر سکے اور اسرائیل کے ظلم و ستم کے خلاف کوئی لائحہ عمل بھی مرتب نہ کیا جا سکا۔

نہ جانے کب تک امت مسلمہ اور ان کی عبادت گاہوں کی عزت کفار اور یہود و ہنود کے ہاتھوں پامال ہوتی رہے گی۔ آخر کب تک ہمارا قبلۂ اول بیت المقدس، مسجد

> بابری مسجد سمیت خانہ خدا کی دیگر بیٹیاں اپنی
> عزت و حرمت کی حفاظت کے لئے مسلمانوں
> کی جانب حسرت سے دیکھ رہی ہیں

قرطبہ، بابری مسجد، مسجد قوت الاسلام اور خانہ کعبہ کی دیگر بیٹیاں اپنی عزت و حرمت کی حفاظت کے لئے مسلمانوں کی طرف حسرت بھری نگاہوں سے تکتی رہیں گی ـــ آخر کب تک!!

دورۂ ترجمۂ قرآن کا ایک منفرد پروگرام

قرآن اکیڈمی میں محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے خلف الرشید ڈاکٹر عارف رشید کے دورۂ ترجمۂ قرآن کے بارے میں چند شرکاء کے تاثرات

امیر تنظیم اسلامی و صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن محترم ڈاکٹر اسرار احمد حفظ اللہ نے رمضان کی راتوں کا زیادہ سے زیادہ حصہ قرآن حکیم کی معیت میں بسر کرنے کے لئے آج سے سولہ سال قبل نماز تراویح کے ساتھ "دورۂ ترجمۂ قرآن" کا آغاز کیا تھا' جس نے بحمد اللہ بڑی مقبولیت حاصل کی اور اب دورۂ ترجمۂ قرآن کا یہ پروگرام ملک کے طول و عرض میں سو سے زیادہ مقامات پر پیش کیا جا رہا ہے۔ جبکہ امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد نیویارک میں (بزبان انگریزی) اور نائب امیر تنظیم حافظ عاکف سعید صاحب شگاگو میں دورۂ ترجمۂ قرآن کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ رفیق مکرم ڈاکٹر طاہر خاکوانی بھی نیویارک میں دورۂ ترجمہ قرآن کروا رہے ہیں۔

قرآن اکیڈمی لاہور کی مسجد جامع القرآن میں جہاں سولہ برس قبل اس کام کا آغاز ہوا تھا' امیر تنظیم کے خلف الرشید' محترم ڈاکٹر عارف رشید صاحب دورۂ ترجمۂ قرآن کروا رہے ہیں۔ اگرچہ ڈاکٹر عارف رشید پہلے بھی متعدد بار دورۂ ترجمہ قرآن کی سعادت حاصل کر چکے ہیں' تاہم اس بار ان کے انداز بیان کا رنگ ہی اور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روزانہ دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام کے آغاز میں مسجد کا وسیع و عریض ہال کھچا کھچ بھر جاتا ہے۔ جبکہ اختتام تک حاضرین کی ایک بڑی تعداد کے چلے جانے کے باوجود یہ تعداد سو سے ڈیڑھ سو افراد تک برقرار رہتی ہے۔ آخری عشرے کا تو پوچھنا ہی کیا' اس عشرے کی بہاریں ہی اور ہیں۔ اس سال رمضان کے آخری عشرے میں سو کے لگ بھگ اللہ کے مہمان اعتکاف کی نیت سے قرآن اکیڈمی کی مسجد میں قیام کر رہے ہیں' جس کے باعث دورۂ ترجمہ قرآن کی رونق میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ ان چند خصوصیات کی بناء پر راقم نے مناسب سمجھا کہ اس دورۂ ترجمہ قرآن کے چند شرکاء کے اس پروگرام کی افادیت کے حوالے سے تاثرات قلمبند کر کے قارئین کی خدمت میں پیش کئے جائیں' جو حسب ذیل ہیں :

☆ جناب سفیرالحسن (کیپ ایسوسی ایٹس' گلبرگ) نیویارک میں دورۂ ترجمۂ قرآن کی غرض سے امیر تنظیم ملک سے باہر ہیں' لیکن مجھے خوشی ہے کہ محترم ڈاکٹر عارف رشید صاحب نے اس سال دورۂ ترجمۂ قرآن کے پروگرام میں محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی کمی کو کافی حد تک پورا کر دیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ انہیں ہمت اور تندرستی عطا فرمائے اور ہمیں قرآن کو سننے' سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

حافظ عبداللہ محمود کی خوبصورت تلاوت نے سونے پر سہاگے کا کام کیا ہے' جس سے دورۂ ترجمہ قرآن کی افادیت دوچند ہو گئی ہے۔

☆ جناب میاں طارق عزیز (پاک پیپر بورڈ مل) : میں پہلی بار اس پروگرام میں شریک ہوا ہوں۔ دلی طور پر بڑا لطف آ رہا ہے۔ دینی حوالے سے یہ بڑا اچھا کام ہے۔ اللہ نے ڈاکٹر عارف رشید کی زبان میں ایسی تاثیر دی ہے کہ ایک ایک لفظ دل میں اتر جاتا ہے۔ اللہ ان کو اجر دے۔ دورۂ ترجمۂ قرآن کے اس پروگرام کی افادیت کے پیش نظر میری خواہش ہے کہ ہر مسجد میں نماز تراویح اسی طرح پڑھی جانی

مرتب : فرقان دانش خان

چاہئے۔ ایک بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ کہ میں کافی عرصہ تک ماڈل ٹاؤن میں بھی رہا ہوں لیکن مجھے پہلے کبھی اس پروگرام کے انعقاد کا علم نہیں ہوا۔ لہٰذا اس پروگرام کی مناسب تشہیر کا انتظام ہونا چاہئے۔ کیونکہ اب بھی بہت سے لوگ اس پروگرام سے واقف نہیں ہیں۔

میری ایک گزارش ہے کہ شرکاء جب قرآن کو سمجھنے کے لئے ہاتھوں میں لے کر بیٹھتے ہیں تو اس سے بسااوقات قرآن کی بے ادبی کا پہلو نکلتا ہے' لہٰذا کوئی ایسا انتظام ہونا چاہئے کہ عاشقان قرآن کے لئے ڈیسک بنوا دیئے جائیں یا پھر پروجیکٹر کے ذریعے قرآن کا متن ہمارے سامنے ہو تو اس کوتاہی کا ازالہ ہو سکتا ہے۔

☆ جناب ظہور بھٹی (کوٹ لکھپت) : میں تقریباً ۱۶ سال سے اس پروگرام میں شریک ہونے کے لئے تراویح پڑھتا ہوں۔ ڈاکٹر عارف رشید صاحب کا انداز بڑا منفرد ہے۔

ع اللہ کرے زورِ بیان اور زیادہ

☆ جناب ملک جبران سعید (بزنس مین) : یہ ایک بہت اچھا پروگرام ہے جس سے دینی سمجھ بوجھ آتی ہے۔ تاہم کاروباری طبقے کے لئے اتنے طویل اوقات کے باعث پروگرام سے مکمل طور پر استفادہ کرنا بہت مشکل ہے۔ اگر اس کا وقت کچھ کم کر دیا جائے اور یہ رات ساڑھے گیارہ بجے تک ختم ہو تو ہم جیسے افراد بھی روزانہ پورا پروگرام سن سکیں گے۔

☆ جناب عمران جاوید (صنعت کار) : ماشاء اللہ ڈاکٹر عارف رشید صاحب نے دورۂ ترجمۂ قرآن کی روایت کے تسلسل کو بڑے بہتر انداز میں قائم کر رکھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پروگرام کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ہم اس طرح پورے قرآن کے مطالب و معانی سے کم از کم سال میں ایک دفعہ ضرور گزر جاتے ہیں۔

☆ جناب خالد محمود (طالب علم ایک سالہ کورس) واقعہ یہ ہے کہ یہ ایک بہت محنت طلب کام ہے اور ہر کسی کے بس کی بات نہیں لہٰذا جہاں بھی یہ پروگرام ہو رہا ہے میں ان سب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اس پروگرام کی بدولت الحمد سے والناس تک پورے قرآن کی ایک پکچر اور قرآن کا بحیثیت مجموعی ایک مقصد سامنے آ جاتا ہے کہ قرآن ہم سے کیا مطالبہ کرتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی انفرادیت یہ ہے کہ وہ ہر آیت میں جہاں تشریح طلب بات ہو ضرور بیان کرتے ہیں۔ اس طرح انہوں نے تمام مقامات کو برابر وقت دینے کی بہت عمدہ کوشش کی ہے۔

☆ جناب باسط مسعود (نیسپاک) : دورۂ ترجمہ قرآن کے اس پروگرام کو میں نے بہت مفید پایا' اب کہیں اور تراویح میں دل نہیں لگتا۔

☆ جناب جواد الحسن : اس پروگرام میں شرکت کے بعد عام تراویح میں مزہ نہیں آیا۔ ایک دن ناغہ کیا تھا تو بہت کمی محسوس ہوئی۔

دورۂ ترجمہ قرآن کے بارے میں چند خواتین کے تاثرات!

☆ افروز جہاں : ہم پہلی بار اس پروگرام میں شامل ہوئے ہیں' اور اب ارادہ ہے کہ ان شاء اللہ ہر سال دورۂ ترجمہ قرآن میں شمولیت کی بھرپور کوشش کریں گے۔

☆ شاہینہ ندیم : اگرچہ رات کو بہت وقت ہو جاتا ہے لیکن اس قدر لطف آ رہا ہے کہ گھریلو کام کاج کی زیادتی کے باوجود روزانہ کا تسلسل توڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ اللہ کے کرم سے اب تک باقاعدگی سے شرکت کر رہی ہوں۔

☆ فرزانہ خان : اللہ کے کلام کو سمجھنے کی یہ بہت ہی عمدہ سعی ہے۔

☆ فرحت جبیں : اس پروگرام میں شرکت سے سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ تلاوت قرآن کے دوران بڑی حد تک قرآن کا ترجمہ سمجھ میں آنے لگا ہے۔

(مرتب : بیگم فرقان دانش خان)

کاروان خلافت منزل بہ منزل

تنظیم اسلامی لاہور جنوبی کے زیر اہتمام
ماہانہ دعوت فورم

۲۰ اکتوبر کو بعد نماز مغرب دفتر تنظیم اسلامی لاہور جنوبی کے سبزہ زار میں جناب عبدالرزاق قمر ناظم اعلیٰ تحریک خلافت پاکستان کی زیر صدارت اسلام کا معاشرتی نظام کے موضوع پر مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی۔ تلاوت سے پروگرام کا آغاز ہوا جس کی سعادت حافظ محمد اصغر نے حاصل کی۔ فورم کے پہلے مقرر شاہد ریاض ماہر نفسیات تھے انہوں نے اپنے خطاب میں پاکستانی معاشرے کو ایک بیمار اور پسماندہ معاشرہ قرار دیا کیونکہ اس میں طبقاتی تقسیم غیر معیاری تعلیمی نظام مخلوط نظام تعلیم جیسی قباحتیں موجود ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایک اچھے معیاری انگلش میڈیم سکول میں پڑھا ہوا بچہ احساس برتری میں مبتلا ہوتا ہے اور وہی سی ایس پی کا امتحان پاس کر کے عوام پر حکمرانی کرتا ہے جبکہ عام اور متوسط طبقہ کا بچہ جن سکولوں سے تعلیم حاصل کرتا اس سے کلرک اور سکول ٹیچر سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ مخلوط نظام تعلیم میں بے شمار قباحتیں موجود ہیں۔ اس سے جو خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں ان میں گینگ ریپ کا ہونا بھی شامل ہے۔ ان سب برائیوں کی اصلاح کے لئے بہت جدوجہد کرنا ہو گی ایک نظام تعلیم رائج کرنا چاہئے جس میں دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی دینا ہو گی۔

خورشید احمد گنگوہی صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جتنی بھی مخلوق پیدا کی اس میں عقل کی صلاحیت صرف انسان کو عطا کی۔ دو طبقوں نے اس کو خوب استعمال کیا پہلا طبقہ جس نے مادہ اور کائنات پر غور کیا انہیں سائنس دان کہتے ہیں۔ دوسرے طبقے نے زندگی اور خیر و شر میں غور کیا انہیں مفکر فلسفی کہتے ہیں۔ تیسرا گروہ انبیاء کا' جنہوں نے ان سوالات کے جوابات دیئے جو زندگی سے متعلق ہیں۔

عبدالرزاق قمر صاحب نے صدارتی خطبہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت امت مسلمہ سوا ارب کی تعداد میں ہونے کے باوجود اسلام سے روگردانی کا شکار ہے اس لئے پوری دنیا میں ذلت و رسوائی کی سزا بھگت رہی ہے۔ ہمیں نبی اکرم ﷺ کے طریقے کے مطابق معاشرہ کی اصلاح کرنا ہو گی جب تک ہم موجودہ دور کے علمی سطح پر اسلام کی تعلیمات کو پیش نہیں کرتے ہم تبدیلی نہیں لاسکتے۔ اسلام کا عدل اجتماعی کا پہلو لوگوں کے سامنے واضح کرنے کی ضرورت اور اس کے ساتھ ساتھ عوام کو کسی منظم جدوجہد میں شامل کرنے کی ضرورت ہے اس طرح ایک طرف دعوت و اصلاح کا عمل جاری رہنا چاہئے۔ دوسری طرف نفاذ اسلام کی کوشش کرنا چاہئے۔ (رپورٹ : غازی محمد وقاص)

حلقہ گوجرانوالہ کے زیر اہتمام
سہ روزہ تربیتی پروگرام اور مظاہرہ

تنظیم اسلامی حلقہ گوجرانوالہ کا سہ روزہ پروگرام علی پور چٹھہ میں ۲۴ تا ۲۶ نومبر کو منعقد ہوا۔ رفقاء بعد نماز عصر مسجد سپاہ صحابہؓ نزد گورنمنٹ ہائی سکول علی پور چٹھہ پہنچنا شروع ہو گئے۔ بعد نماز مغرب جناب مقصود احمد بٹ صاحب آف پھالیہ نے سورۃ العصر کا درس دیا۔ بعد نماز عشاء راقم نے درس قرآن دیا۔ مولانا اسحٰق صاحب کی فرمائش پر راقم نے صبح نماز فجر کے بعد پھر درس دیا۔ ناشتہ سے فارغ ہو کر ہم تین رفقاء رسول نگر روانہ ہو گئے۔ وہاں ایک ٹیچر سے خصوصی ملاقات طے تھی۔ واپس علی پور پہنچ کر ظہر کی نماز ادا کی۔ مسجد داراں بلوچاں میں بعد نماز عصر مقصود احمد بٹ صاحب نے درس قرآن دیا۔ وہاں سے جماعت اسلامی کے مقامی امیر سے ملاقات کی اور انہیں تنظیم کے تحت ہونے والے مظاہرے میں شرکت کی دعوت دی۔ عشاء کی نماز کے بعد محمد حسین صاحب نے درس دیا اور دینی ذمہ داریوں سے تفصیل سے روشنی ڈالی۔ بعد نماز فجر راقم نے درس دیا اور احباب سے فحاشی' عریانی' سود' کیبل نیٹ ورک کے خلاف مظاہرے میں شامل ہونے کی اپیل کی۔ گیارہ بجے رفقاء و احباب گورنمنٹ ہائی سکول سے لاری اڈا کی طرف بینرز اور ٹی بورڈز اٹھائے ہوئے روانہ ہوئے۔ مظاہرہ کی قیادت احمد علی بٹ صاحب کر رہے تھے۔ رہبر کی ڈیوٹی محمد سلیم آف علی پور چٹھہ نے ادا کی۔ مظاہرین مین روڈ سے ہو کر مین بازار تک بلدیہ دفتر کے قریب چوک میں آکر رک گئے۔ راقم نے یہاں خطاب کیا۔ مظاہرے میں مولانا محمد اسحٰق کٹھانہ صاحب کے فرزند ارجمند ہمارے ساتھ تھے اور انہوں نے بھی خطاب کیا۔ بارہ بجے مظاہرہ ختم ہوا۔ راقم نے مولانا اسحٰق صاحب کے تعاون کا شکریہ ادا کیا۔ مولانا نے مطالبہ کیا کہ امیر تنظیم اسلامی جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کو علی پور چٹھہ بلایا جائے۔ (رپورٹ : خادم حسن)

تنظیم اسلامی کراچی شرقی ۳
کا ماہانہ تربیتی پروگرام

تنظیم اسلامی کراچی ۳ کا ماہانہ تربیتی پروگرام لانڈھی نمبر ایک میں مورخہ ۲۴ ستمبر کو ہوا۔ پروگرام میں چار نوجوان رفقاء نے درس قرآن اور حدیث کی سعادت حاصل کی۔ اس پروگرام میں مجموعی طور پر ۱۶ رفقاء و احباب نے کل وقتی شرکت کی۔ پروگرام کی نظامت کی ذمہ داری قائم مقام امیر شرقی نمبر ۳ جناب عامر خان صاحب نے ادا کی۔ پروگرام کا آغاز رفیق جناب توحید خان نے سورۂ حم السجدہ کی آیات ۳۵ تا ۳۹ کے حوالے سے کیا۔ ان کے بعد جناب سراج صاحب نے درس حدیث کا شرف حاصل کیا اور احادیث اور قرآنی آیات کے حوالے سے تقویٰ پر گفتگو کی۔ ان کے بعد جناب نوید اختر صدیقی نے "ذکر اور اس کے ذرائع" پر پر اثر گفتگو کی۔ اس کے بعد حافظ محمد عثمان نے سورۃ الحجرات کے دوسرے رکوع میں بیان ہونے والی معاشرتی برائیوں مثلاً غیبت' بدگمانی وغیرہ کی شناعت پر روشنی ڈالی۔ آخر میں جناب اقبال احمد صدیقی صاحب نے داعی کی ذمہ داریاں اور ذاتی رابطہ کی اہمیت و طریقہ کار کو رفقاء پر واضح کیا۔ ناظم حلقہ جناب نوید احمد صاحب نے درس دینے والے رفقاء کی کارکردگی پر حوصلہ افزائی کی اور غلطیوں پر اس کی اصلاح کی۔ (رپورٹ : سید نعمان اختر)

تنظیم اسلامی حلقہ سرحد شمالی کے زیر اہتمام
شب بسری کا پروگرام

حلقہ سرحد شمالی کا حسب معمول شب بسری کا ایک روزہ پروگرام ۱۱' ۱۲ نومبر کو مردان کے مضافاتی گاؤں محب باندہ میں ہوا۔ دفتر حلقہ نوشہرہ سے رفیق تنظیم شاہ فیصل کی امارت میں رفقاء کا قافلہ روانہ ہوا۔ اور ٹھیک ساڑھے تین بجے مسجد میاگان پہنچا جہاں پر رفیق تنظیم مراد علی شاہ صاحب نے قافلے کا استقبال کیا۔ نماز عصر کے بعد ساوید احمد خان نے "دین اور مذہب" کے فرق کو مدلل انداز میں پیش کیا۔ پروگرام میں شرکاء کی تعداد ۳۰ تھی۔ نماز مغرب کے فوراً بعد ڈاکٹر حافظ مقصود صاحب نے مطالبات دین کے ساتھ التزامِ جماعت کی اہمیت کو بڑے جامع انداز میں پیش کیا۔ اس پروگرام میں چالیس حضرات نے شرکت کی۔ تیسری نشست میں "منہج انقلاب نبویؐ" کے موضوع پر بعد نماز عشاء فضل حکیم صاحب نے بڑے جامع انداز میں گفتگو کی اس پروگرام میں ۵۰ افراد نے شرکت کی۔ طے شدہ پروگراموں کی آخری نشست نماز فجر کے بعد تھی جس میں ساوید احمد خان نے قرآن حکیم کی "آیہ بر" پر تفصیلاً درس دیا۔ جس میں ۲۵ کے قریب احباب نے شرکت کی اور درس کے بعد احباب کے ساتھ تنظیم سے متعلق تعارفی نشست ہوئی اور تنظیم سے متعلق سوالات کے جوابات فضل حکیم صاحب نے دیئے۔ اس پروگرام کو کامیابی تک پہنچانے کے لئے جس شخصیت نے ہمارے ساتھ تعاون کیا وہ مولانا نور الدین صاحب تھے۔

(رپورٹ : خان اصغر)

ضرورت رشتہ

حافظہ' عمر ۲۵ سال' ایم اے اسلامیات و ترجمہ و تفسیر کورس کئے ہوئے' شرعی پردہ و صوم و صلوٰۃ کی پابند بیٹی کے لئے مناسب رشتہ درکار ہے۔

رابطہ : "م" معرفت ندائے خلافت
۳۶۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور

اسرہ بی یوڑ شرقی کا دعوتی پروگرام

اسرہ بی یوڑ شرقی کے زیر اہتمام جامع مسجد چراگلی میں دعوتی پروگرام ہوا۔ نماز عصر کے بعد حیات ولی نے اعلان کیا کہ "عبادتِ ربّ" کے موضوع پر خطاب ہو گا۔ راقم (ممتاز بخت) نے عبادتِ ربّ پر تقریباً ۲۵ منٹ خطاب کیا جو ۴۰ افراد نے پوری دلجمعی سے سنا۔ بعد از نماز مغرب "اقامت دین اور اس کا طریقہ کار" پر راقم نے مفصل بیان کیا۔ خطاب کے بعد دعوتی پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔ اس کے بعد دعا پر پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ : ممتاز بخت)

اقامت دین فرض ہے۔ آپ نے جب کام کا آغاز کیا تو آپ تنہا تھے۔ ہمارے لئے اسوۂ کاملہ حضور ﷺ ہیں' اس لئے کہ قرآن کریم نے کہا ہے ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ البتہ ایک بات ضرور یاد رکھنی چاہئے کہ آپ نے جو کام بیس برس کے مختصر عرصے میں انجام دیا اب شاید وہ کئی سو برس میں مکمل ہو۔

اسرہ قرآن کالج کا اجلاس

۲۷ نومبر کو اسرہ قرآن کالج کا تنظیمی اجلاس ہوا۔ تلاوت کے بعد اسرہ قرآن کالج کے نقیب پروفیسر مسعود محمد اقبال صاحب نے روزے کے فوائد اور رحمتوں اور برکتوں پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ روزے کا اہم مقصد تزکیہ نفس اور تربیت اطاعت ہے اگر روزے کے باوجود دشنام طرازی' بدزبانی اور بدکلامی کرتا ہے تو وہ ضبط نفس بھی نہیں بلکہ جھوٹی ریاضت کر رہا ہے۔ جس ماہ عظیم حضور ﷺ نے ہمدردی کا مہینہ فرمایا ہے۔ اس میں اگر اپنی تند و تیز باتوں سے دوسروں کو مغلوب کر رہا ہے تو وہ ایسے گناہوں کا ارتکاب کر رہا ہے جو اس کی بھوک پیاس اس مشقت کو لاحاصل بنا دیتے ہیں۔ اس کے بعد تراویح اور دورۂ ترجمہ قرآن کی ذمہ داری علاؤ الد صاحب اور نوید احمد عباسی صاحب کو سونپی گئی۔ قرآن کا آڈیٹوریم میں ہونے والے دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرا سے طلبہ کے علاوہ دوسرے مقامی لوگ بھی فیض یاب رہے ہیں۔ اور اس پروگرام کو لوگوں نے کافی حد تک پسن کیا ہے۔ (رپورٹ : کرم داد خان بلوچ)

جناح کالج گوجرہ میں امیر حلقہ پنجاب وسطی مختار حسین فاروقی کا خطاب

امیر حلقہ پنجاب وسطی انجینئر مختار حسین فاروقی صاحب کے مشورہ سے طے ہوا کہ ماہ نومبر میں استقبال رمضان کے حوالے سے گوجرہ میں پروگرام رکھا جائے۔ اس مقصد کے لئے جناح کالج گوجرہ کا انتخاب ہوا۔ نقیب اسرہ گوجرہ غلام نبی صاحب نے مقامی تعلیمی اداروں میں اس پروگرام کی دعوت دی۔ پروفیسر حضرات اور دیگر احباب سے ملاقات کی۔ حسب پروگرام ۱۸ نومبر بروز ہفتہ بعد از نماز مغرب مذکورہ کالج کے احاطہ میں فاروقی صاحب کا خطاب ہوا۔

سورۂ بقرہ کے ۲۳ ویں رکوع کے حوالے سے آپ نے بتایا کہ روزہ کی عبادت سابقہ امتوں پر بھی فرض تھی اور اس کا مقصد انسان میں تقویٰ پیدا کرنا ہے۔ یہ تقویٰ قرآن سے ہدایت حاصل کرنے کی بنیادی شرط ہے۔ آپ نے بتایا کہ قرآن سے ہدایت حاصل ہو جائے تو تکبیر رب کرو یعنی اپنے آپ پر' اپنے گھر پر' اپنے کاروبار پر اسلام نافذ کرو اور اس کے بعد اپنے ملک میں اللہ کے دین کے غلبے کیلئے جدوجہد کرو۔ ایک گھنٹے پر مشتمل اس خطاب کو پروفیسر حضرات' طلبہ اور دیگر احباب نے نہایت دلجمعی اور دلچسپی سے سنا۔ بعد ازاں کالج انتظامیہ کی طرف سے مدعوین کی چائے سے تواضع کی گئی۔ (رپورٹ : پروفیسر خلیل الرحمٰن)

بقیہ : گوشہ خلافت

کوئی شخص نہ مانے۔ قرآن نے ہمارے سامنے حضرت نوح علیہ السلام کی مثال رکھی ہے۔ ساڑھے نو سو برس استقامت کا پہاڑ بن کر کھڑے رہے مگر اس طویل محنت سے کتنے لوگ ایمان لائے؟ لیکن اگر وہ کام چھوڑ کر بیٹھ جاتے تو ناکام قرار پاتے لہٰذا وہ کام کرتے رہے۔ قوم نہیں مانی تو قوم ناکام ہوئی ہے اور اپنا فرض ادا کرنے کی وجہ سے وہ خود کامیاب رہے۔

سیرت مطہرہ کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہے کہ کہیں اگر ایک مسلمان بھی ہے تو اس پر بھی دعوت دین اور

رمضان المبارک کے مہینے میں مرکزی انجمن خدام القرآن کے

شعبہ سمع وبصر کی شاندار پیشکش

6 کمپیوٹری ڈی کا پیکیج صرف 450/-

ایک سی ڈی کی قیمت 100/-

چھ کمپیوٹر CD's خریدنے پر 150 روپے کی بچت

بیان القرآن

108 گھنٹوں پر مشتمل اس سی ڈی میں ڈاکٹر اسرار احمد کی آواز میں قرآن کا مکمل ترجمہ اور تشریح قرآنی متن کے ساتھ ریکارڈ کی گئی ہے۔

تلاوت قرآن

دو عظیم مصری قراء قاری الشیخ محمد صدیق المنشاوی اور قاری الشیخ محمود خلیل الحصری کی آواز میں مکمل تلاوت قرآن مع متن پہلی بار کمپیوٹری ڈی پر پیش کیا گیا ہے

الہدیٰ

44 لیکچرز پر مشتمل اس سی ڈی میں ہمارے دین کے بنیادی تصورات پر تفصیلی گفتگو کے ساتھ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے 29 اہم خطبات جمعہ موجود ہیں۔

اسلام اور خواتین

اسلام کی معاشرتی زندگی' اسلام میں عورت کا مقام' حجاب کے بارے میں احکامات جیسے اہم موضوعات پر ڈاکٹر اسرار احمد کے 15 لیکچر پر مشتمل سی ڈی

Basic Themes of Al-Quran

انگریزی زبان میں 20 گھنٹوں کی لیکچر سیریز پر مشتمل اس سی ڈی میں ایمان' شرک' نفاق' جہاد اور خلافت جیسے کئی بنیادی موضوعات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

پاکستان ایک فیصلہ کن دوراہے پر

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے ایک اہم خطاب پر مشتمل پہلی ویڈیو سی ڈی جس میں پاکستان اور اسلام کی تاریخ اور پاکستان میں اسلام کے مستقبل کو موضوع بنایا گیا

رمضان المبارک کے مہینے میں اپنے دوستوں کو عید کارڈ کی بجائے ان کمپیوٹری ڈیز کا تحفہ دیجیے

ملنے کا پتہ: **مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن** 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون 3-5869501

Website:www.tanzeem.org # E-mail: anjuman@tanzeem.org

WHY TO TOE INDIAN LINE?

BY: TAHIR NAWAB GHAZNAVI

Recently at a mosque in New York after prayers I observed two white American Muslims talking in earnest to a Pakistani Muslim. Apparently the Americans who were new converts were astonished to see the lewdness of the photographs printed in a Pakistani paper which the Pakistani gentleman was reading. They were more dismayed and disappointed than angry because they assumed that Pakistan prided itself as being known as the 'Islamic Republic of Pakistan' yet in an obscene contradiction of its name, the material its newspapers printed was more in line with various Indian newspapers and magazines whose contents are abound with the usual cheap and tacky photographs of vulgar women.

An Arab gentleman joining the discussion added that in order to sell papers, not only did Pakistani papers pander to classless readers desperate of sexual images, but disturbingly so, certain reputable papers were actively pursuing an anti-Islamic agenda in their editorial writings and in the choice of letter they would print from their readers. To stress his point he showed the group a certain editorial from a daily captioned, "Tea – Without Sympathy" and various letters printed in support of the paper's anti-Islamic sentiments from a pile of discarded newspapers. I was rather intrigued, and in examining the material found the statements to be sadly true, and it was apparent from the collection of articles and editorials, that some Pakistani newspapers were indeed quite overt in their anti-Islamic sentiments. Another Pakistani gentleman pointed out that such sentiments stemmed more from that particular paper's secularist and anti-Punjabi and anti-Pashtoon agenda, as its editors and writers were generally selfish "Mohajirs" who cared little about Islam or Pakistan and more about spreading venom and dissension amongst Muslims. In fact in reading such articles one did find remarkable similarities in their theme and opinions to Indian Hindu newspapers with whom Pakistan has been at war for the longest time. The attack on the Taliban of Afghanistan in the aforementioned editorial was quite unsettling, as the Editor's recommendations seemed to destroy the general prevailing concept of Muslim hospitality particularly in their assistance to brother Muslims in need, and completely ignored the incredible contribution of the Taliban in establishing Islam in Afghanistan which prior to their intervention was a Godless country, rife with all un-Islamic acts and norms.

At this point the Pakistani and two other fellow Pakistanis both taxi drivers, who decided to voice their opinions, became rather angry at the observations being made and the objections raised, and proceeded to express themselves in the vilest of curses and insults directed against the group. And in parting they make two statements, of course coupled with colourful abuses, which categorically underlined the basic problem with Pakistan, he stated, "Jee Pakistan Hamara Hai, Hamay Taliban wala Islam naheen chahivay" (Pakistan is ours, we do not want the Taliban style of Islam). After translating to the perplexed group the meaning and import of the statements, minus the abuses of course, it became terribly clear that most Pakistanis in their practice and expression of Islam are painfully hypocritical. Like the once India King Akbar who created his own religion which he named, Din-e-Ilahi, they too have created and follow their own version of Islam which is a pot-porrui of Islamic and Hindu rituals, to which are added western concepts and standards of morality in order not to distort their "western Progressive" image. They very proudly claim to be following turkey's Secularist 'progressive anti-Islamic' example, when in fact the Turkish Prime Minister snubbed Pakistan in refusing to visit Pakistan or meet with Pakistan's General Parvez Musharraf and instead they made a bee line for Pakistan's arch enemy, India, and signed agreements worth billions of dollars.

God has stated in the Qur'an that He will never change the condition of a people until they change themselves first. It is now up to Pakistanis to seriously decide whether they want to continue their abysmal nadir state of moral and social corruption, and economically and developmentally remain laggards behind India and China; in spite of gaining independence at about the same time as them. In the fifty years of Pakistan's independence, Islam has only been talked about, and followed only in ritual celebrations, but irreverence for their British colonial heritage, which they can not seem to shake off, never ever has Islam been implemented by any of its founding fathers or its leaders. For a Muslim this whole earth is Allah's, without any political boundaries, and to be a citizen of this earth one must then strive to perfect oneself as a Muslim. Towards that Pakistanis and all Muslims must unite in boycotting any thing opposed to Islam such as all political social, administrative and governmental institutions, and including news media whose agenda is any thing other than Islam. Barringthat Pakistanis must then honestly ask themselves if Pakistan is to be an Islamic country or not? (The Frontier Post, November 24, 2000).

(A letter to editor)

Mr. Tahir Nawab Ghaznavi has rightly emphasized in his letter, (The Frontier Post, November 24, 2000) that Pakistan and all Muslims must unite in boycotting anything opposed to Islam if Pakistan is to be an Islamic country. It is very encouraging that people like him do realize the importance of Islamization of Pakistan. In fact Pakistan's destiny is inseparably linked up with Islam. Since it was created in the name of Islam it has no other justification for its existence and survival except Islam. We have also observed during the last 53 years that paying lip service to Islam has brought us no honour and dignity. If we did not unite, the prophecies that Pakistan is going to completely collapse in the near future may not prove absolutely false. But the question is how can we unite in the present state of chaos and disharmony? The only answer that comes to mind is that each of us should immediately join a group or a party which one considers most committed to the cause of Islam. Since I am already member of a party of my choice I am obliged to ask Mr. Ghaznavi and other Pakistani brothers to please think over and make a decision to come forward in joining hands for a positive change in the country.

(Frontier Post, November 30, 2000)

Vol : 9 Regd. CPL No.127 No.50
WEEKLY NIDA-I-KHILAFAT LAHORE

افہام و تفہیم

کیا دُعا میں کسی کو وسیلہ بنانا جائز ہے؟

اعتکاف کی حدود و قیود کیا ہیں؟ کیا انٹرنیٹ پر مخالف جنس سے Chatting جائز ہے؟

قرآن آڈیٹوریم میں ہفتہ وار درس قرآن کے بعد امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد سے سوال و جواب کی نشست

س : وسیلہ بنانے سے کیا مراد ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ سے دعا کے لئے کسی کو وسیلہ بنانا جائز ہے؟

ج : وسیلہ کی ایک شکل تو یہ ہے کہ اے اللہ میں تجھے تیرے نبی اور محبوب محمد ﷺ کا واسطہ دیتا ہوں کہ میری یہ دعا قبول فرما۔ یہ شرک نہیں ہے۔ اگرچہ اہلحدیث حضرات کا موقف یہ ہے کہ دعا میں صرف زندہ شخصیتوں کو ہی وسیلہ بنایا جا سکتا ہے فوت شدگان کو نہیں۔ ان کے پاس اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے میں انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے یہ الفاظ کہے تھے کہ جب تک حضور ﷺ زندہ تھے تو ہم ان کی وساطت سے تجھ سے دعا کرتے تھے' اب وہ ہمارے اندر نہیں ہیں لہٰذا ہم حضور کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو پیش کر رہے ہیں اور ان کے وسیلے سے دعا کر رہے ہیں کہ ہماری اس تکلیف کو دور فرما دے۔ اس روایت سے دعا میں توسل تو ثابت ہو گیا لہٰذا اسے شرک نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ دعا مانگنے کا یہ طریقہ کسی کو اچھا نہ لگے۔ مثلاً میری طبیعت "نذر" کو قبول نہیں کرتی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس طرح کی سودے بازی کی جائے۔ جو نیکی بھی آپ کر سکتے ہوں کیجئے۔ اللہ سے جو مانگنا ہے وہ مانگئے۔ ان دونوں کو ایک دوسرے سے مشروط نہ کیجئے کہ اے اللہ اگر میرا یہ کام ہو جائے گا تو میں سو نفل پڑھوں گا یا اتنے غریبوں کو کھانا کھلاؤں گا۔ یہ بھی اگرچہ جائز ہے لیکن میری طبیعت اسے پسند نہیں کرتی۔ اسی طرح توسل کا معاملہ ہے' میں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے براہ راست مانگا جائے۔

س : اعتکاف کی حدود و قیود کیا ہیں؟

ج : اعتکاف کے لفظی معانی "کسی چیز پر توجہ کر کے اپنے آپ کو اسی پر روک لینا" کے ہیں۔ نفلی اعتکاف تو کسی بھی وقت ہو سکتا ہے یعنی آپ کسی بھی وقت مسجد میں جا کر بیٹھ جائیں اور دو گھنٹے کی نیت کر کے اللہ تعالیٰ سے لو لگا لیں اور اس سے دعا و مناجات کریں لیکن مسنون اعتکاف صرف رمضان المبارک میں ہوتا ہے اگرچہ یہ اعتکاف تھوڑی مدت کے لئے بھی ہو سکتا ہے لیکن اس کی مکمل شکل یہ ہے کہ بیسویں روزے کو اکیسویں شب کے غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں داخل ہو جائیں اور پھر جب عید کا چاند طلوع ہو جائے تو پھر مسجد سے نکلا جائے۔ اس دوران اپنا اکثر و بیشتر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگائیں اور تلاوت قرآن' دعا و استغفار کریں۔ اپنے آپ کو دنیوی گفتگو اور دھندوں سے دور رکھیں' اگرچہ دنیوی گفتگو وغیرہ حرام مطلق تو نہیں ہے یہاں تک کہ کسی گھریلو ضروری کام میں مشورہ وغیرہ کرنے کے لئے بیوی بھی اپنے معتکف خاوند کے پاس آ سکتی ہے لیکن یہ پسندیدہ نہیں ہے۔ پسندیدہ یہی ہے کہ آپ ہمہ وقت اللہ ہی کے لئے لگے رہیں۔

س : انٹرنیٹ پر مخالف جنس کے ساتھ گپ شپ کرنا (Chatting) جائز ہے؟

ج : دیکھئے گپ شپ (Chatting) کا لفظ تو برائی کے درجے میں آتا ہے لیکن اگر آپ کا ویسے کسی سے تعارف ہے اور اس بناء پر آپ اسے دین کی تعلیم و دعوت پہنچا رہے ہیں اور اس میں آپ کا نفس لذت نہیں لے رہا تو کوئی حرج نہیں۔ نیت صاف ہونی چاہئے۔ ((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ)) "اعمالوں کا دارومدار نیتوں پر ہے"۔ اگر نیت صاف نہیں تو پھر کسی درجے میں اسے جائز نہیں کہا جا سکتا۔

عالمی خلافت کی صدی کے آغاز پر

اسلام کے منصفانہ و عادلانہ نظام حیات کو متعارف کرانے کی غرض سے

تحریک خلافت پاکستان کے زیر اہتمام

اتوار 28 جنوری 2001ء صبح 9 بجے ایوان اقبال لاہور میں

صدر پاکستان جناب محمد رفیق تارڑ

کی زیر صدارت

انٹرنیشنل خلافت کانفرنس

منعقد ہو رہی ہے

جس میں امت مسلمہ کے فہیم اور مخلص سکالرز' علماء کرام اور دانش ور حضرات امت مسلمہ کو درپیش مسائل اور دور حاضر کے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے لائحہ عمل پیش کریں گے

المعلن: ناظم اعلیٰ تحریک خلافت پاکستان' خلافت بلڈنگ' 4 اے مزنگ روڈ لاہور

فون: 7311668,7358970